اللہ الذی خلق سبع سموات و من الارض مثلہن یتنزل الامر بینہن
بفضل خالق سموات و ارضین و مالک ہر مکان و مکین رسالہ مشتملہ بر تحقیق طبقات زمین نافعہ ہر عام و خاص مسمّی بہ
دافع الوسواس فی اثر ابن عباس
تصنیف بحر العلوم المعقول حبر فنون المنقول مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی دام فیضہ العلی
بمطبع علوی محمد علی بخش خان لکھنؤ باہتمام علی بخش بن حلیہ طبع پوشید

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لمن خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن طبقات والصلوٰة علی خاتم الانبیاء افضل المخلوقات وعلی آله وصحبه ذوي الآيات البینات
اما بعد کہتا ہی فقیر سراپا تقصیر ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی ابن مولانا محمد عبد الحلیم ادخله الله في جنة النعيم کہ عرصہ
دو تین سال سے اثر ابن عباس آدم کآدمکم الخ مین درمیان علمای زمان کے منازعت واقع ہوئی ایک طائفہ سے افراط دوسرے
طائفہ سے تفریط ہوئی ایک جماعت نے ابطال حدیث مذکور مین سعی بلیغ فرمائی دوسری جماعت سے اوسکی بیان معنی مین تحریف ہونی لگی
نوبت یہانتک پہونچی کہ صدائے کفر ہر طرف سے اوٹھی اور یہ طریقہ مستمرہ علمای زمان کا ہی کہ جس مسئلہ مین منازعت کرتی ہین اگرچہ وہ
مسئلہ لائق تفسیق نہو اوسمین ایک دوسرے پر آوازہ کفر کرتا ہی اجتماع اسلامی کے افتراق کا کچھ خیال نہین کرتا ہی اور قبل اسکے
فقیر نے اس باب مین ایک تحریر کی تہی اوسمین صحت حدیث واثبات تعدد طبقات ووجود انبیاء ومخلوقات ووجوب اوہام
وغیرہ ونفی مماثلت محمدیہ کے تقریر کی تہی بالفعل ایک رسالہ مسمی بکشف الالتباس عن اثر ابن عباس نظر سے گذرا اوسکی دیکھنے سے کمال تحیر
ہوا اوسکے مؤلف نے میری تحریر پر خدشات کیے اور علمای ہندوستان پر الزام عدم مہارت علم حدیث کرنے لگی اور یہ نہ سمجھے کہ یہ الزام
خود بدولت پر عاید ہی تحریر حضرت والا اوسپر شاہد ہی بنظر احقاق حق کے اوسکی جواب مین ایک رسالہ لکھتا ہون اور نام اوسکا **دافع الوسواس**
في اثر ابن عباس رکھتا ہون اولاً اون وجوہ کا جو ارباب تفریط نے واسطے عدم مقبولیت حدیث کی اپنی تحریرات مین
قائم کین ہین دفع کیا جاتا ہی پس ازان حضرت معترض کے کلام کا تعاقب ہوتا ہی اور اثنائے کلام مین ارباب افراط کی تحریف کا ابطال
ہوتا ہی اور غرض مجکو اس تحریر سے تعصب ونفسانیت نہین بلکہ فقط احقاق حق ولو کرہ المعترضون وابطال باطل ولو کرہ المعرضون
ناظرین باانصاف سے امید یہ ہی کہ میری تحریرات کو بغور ملاحظہ کرین اور جو امر اونکی رای مین مخدوش معلوم ہو اوسکو مجھسے استفسار کرین
نہ جیساکہ شان جہلا کی ہی کہ جسکی تحریر اپنی خلاف دیکھتے ہین بغیر سمجھے بوجھے رد لکھنے پر مستعد ہوتی ہین اور اپنی نفسانیت کو
پردۂ اظہار حق مین پوشیدہ کرکے اپنا مبلغ استعداد ظاہر کرتی ہین وعلی الله التوکل وبه الاعتماد ومنه التوفیق الی طریق السداد
تمہید جاننا چاہیے کہ اثر ابن عباس صحیح السند ہی روایت اوسکی معتمد ہی وقفا وسکا مساوی ہی حقیقت مین مرفوع حکمی ہی شذوذ واعلال
واجمال وغیرہ اوسکی صحت مین قادح نہین مضمون اوسکا معارض ومخالف قرآن وحدیث واجماع نہین اوسکی تاویل کرنیکی اور
خواہ مخواہ معنی حقیقی کو چھوڑکر معنی مجازی لینی کی حاجت نہین ظاہر معنی پر حمل کرنے مین کسیطرح کی قباحت نہین احادیث متعددہ سے
ثبوت سات طبقہ زمین کا اور ایک طبقہ سے دوسرے طبقہ تک پانسو سال کی راہ ہونیکا کامل ہی قول ارباب ہیئت کا کہ زمین کے طبقات متصل ہین
اور درمیان اونکے ایک کرہ ہوا ہی اور درمیان طبقات کے کوئی مخلوق نہین مردود وباطل ہی تعیین مخلوقات طبقات ثمانیہ مین کوئی حدیث صریح وارد
نہین علمای ... مین جو مذکور ہی بعض صوفیہ نے کشف خیالی سے لکھا ہی تفسیر بیضاوی مین وسید شریف جرجانی کی شرح مواقف مین ابن حجر نے

شرح احادیث مختصر صحیح بخاری مین علم اوسکا حق جلشانہ کیطرف محول کیا اور بعضون نے مثل حلبی و شبلی و زرقانی و قسطلانی وغیرہ کی بعضنا
بعض اخبار کی طبقات تحتانیہ کو مسکن جن تجویز کیا اور بعضون نے مثل صاحب بدائع الدہور وغیرہ کی ہر طبقہ مین ایک صنف جدید کی سکونت کا
حکم نقل کیا اور ظاہر عبارات بعض مفسرین سے مثل بغوی و محلی کے طبقات تحتانیہ مین نبوت معلوم ہوتی ہے اثر ابن عباس کی تصدیق ہوتی ہے اور
اثر ابن عباس سے مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہونا ہرگز ثابت نہین جو اوسکا مدعی ہو قول اوسکا باطل ہے معتقد مثل محمدی مخالف اہل اسلام
و جاہل ہے بر اہل اسلام آنحضرت کی ذات افضل المخلوقات و اکرم الممکنات ہے کسی مخلوق کی شرکت آپکی صفات کمالیہ مختصہ مین از قبیل ممتنعات
ہے اور ظاہر اثر ابن عباس سے طبقات تحتانیہ مین مکلفین کا ہونا اور اونپر انبیا کا مبعوث ہونا معلوم ہوتا ہے اور یہ مفہوم ہوتا ہے کہ جسطرح
سے اس طبقہ مین سلسلہ نبوت کا واسطے ہدایت یہانکی سکان کے تیار ہوا اوسیطرح ہر ایک طبقہ مین ایک ایک سلسلہ نبوت کا واسطے ہدایت
وہانکی سکان کے تیار ہوا اور چونکہ بدلائل عقلیہ و نقلیہ لا تناہی سلسلہ کے باطل ہے لا جرم ہر طبقہ مین ایک مبدء سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے آدم کے
ساتھ تشبیہ دیا گیا اور ایک آخر سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے خاتم کی ساتھ تشبیہ کیا گیا بنا بر علیہ اواخر سلاسل تحتانیہ پر اطلاق خواتم کا منکر
نہین اور انکی خاتمیت خاتمیت حقیقیہ محمدیہ مین مضر نہین اسواسطے کہ برتقدیر وجود انبیاء طبقات تحتانیہ مین اواخر سلاسل تحتانیہ
مین تین احتمال ہین **ایک** یہ کہ وہ بعد عصر آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے ہوے ہون **دوسرے** یہ کہ مقدم ہوئے ہون **تیسرے** یہ کہ
ہمعصر ہوئے ہون احتمال اول نصوص متعددہ سے باطل ہے اور برتقدیر ثانی آنحضرت کی خاتمیت عامہ مین کچہ شبہہ نہین اور برتقدیر ثالث
دو احتمال ہین **ایک** یہ کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی مخصوص ساتھ اسی طبقہ کے ہو اور ہر طبقہ تحتانیہ مین وہانکے نبی کی رسالت ہو
اور ہر ایک انمین کا صاحب شرع جدید ہو **دوسرے** یہ کہ اواخر انبیاء طبقات تحتانیہ متبع شریعت محمدیہ ہون اور کوئی انمین کا صاحب شرع جدید
نہو اور دعوت ہمارے حضرت کی عام ہو اور ختم آپکا بہ نسبت جملہ انبیاء جملہ طبقات کی حقیقی ہو اور ختم ہر ایک اواخر سلاسل تحتانیہ کا بہ نسبت اپنے
اپنے سلسلہ کے اضافی ہو احتمال اول بسبب عموم نصوص بعثت محمدیہ مثل آیہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین و آیہ لیکون للعالمین نذیرا و حدیث
بعثت الی الخلق کافۃ وغیرہ کی کہ صاف صاف آنحضرت کی عموم بعثت پر دال ہین اور کسی ایک مکان کے ساتھ متعین نہین ہین باطل ہے اور یہ کہنا کہ مراد
عالمین یا خلق سے فقط اس طبقہ کی مخلوق ہے نہ کل طبقات کی تو ان باطل و بلا دلیل ہے اسوجہ سے کہ کوئی نص اس تخصیص پر دلالت نہین کرتی ہے
اور مجرد عقل سے تخصیص نصوص عامہ کی نہین ہوسکتی ہے ہان اگر کوئی نص قوی صاف اسپر دلالت کرے کہ آنحضرت کی بعثت خاص ساتھ اسی طبقہ
کے ہے البتہ اسوقت نصوص عامہ کی تخصیص کا حکم دے سکتے ہین اور بغیر تخصیص شرعی کے مجرد رائے و عقل سے تخصیص کی جرأت نہین کر سکتے ہین
اور علمائے اہل سنت بہی اس امر کی تصریح کرتے ہین کہ آنحضرت کی عصر مین کوئی نبی صاحب شرع جدید نہین ہوسکتا اور نبوت آپکی تمام مکلفین کو
شامل ہے اور جو نبی آپکے ہمعصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ ہوگا پس بہر تقدیر بعثت محمدیہ عام ہے اور خاتمیت احمدیہ حقیقی ہے شامل ہر خاص و
عام ہے الحاصل حدیث ابن عباس کو صحیح و معتبر سمجہنا چاہیے اور جسقدر اوسکی ظاہر سے ثابت ہے بغیر چون و چرا کے اوسکو تسلیم کرنا چاہیے
اور قول موجود مثال محمدیہ کو یا تخصیص بعثت احمدیہ کو بلا دلیل و باطل تصور کرنا چاہیے نہ یہ کہ حدیث کو باطل ٹہراوین جیسا کہ ایک طائفہ
نے کیا اور نہ یہ کہ اوس سے امثال محمدیہ ثابت کرین یا نصوص بعثت محمدی کو خواہ مخواہ خاص سمجہین جیسا کہ دوسرے طائفہ نے کیا ہے
خلاصہ میری رسالہ کا یہی ہے اور محصل اعتقاد کا یہی ہے اور تفصیل ان سب امور کی ماحقہ منکشف ہوتی ہے باطل کو مقصود رد حق کو باطل کرنیکے ہوئے **قال المعترض**

لہ اگر کوئی کہے کہ جب ہر طبقہ مین خاتم ہوئی تو بعثت ہمارے حضرت کے عام نہو گی تو جواب ہمکا یہ ہے کہ ہر طبقہ کا آخر خاتم باضافی ہے کہ بعد اوسکے اوس طبقہ کین کوئی نبی نہین ہو اگرچہ نبوت ہر طبقہ کے نبی کی زمانہ مین بہی آ... منہ

اثر ابن عباس صحاح ستہ متداولہ مین مروی نہین ہی اسوجہ سے اوسکی صحت پر اعتماد کلی نہین ہی **اقول** احادیث صحیحہ کا انحصار صحاح ستہ
مین نہین ہی اور تصحیح ارباب صحاح ستہ پر منحصر نہین ہی بلکہ جو حدیث کہ خارج صحاح ستہ مروی ہو اور اوسپر کوئی حافظ معتمد صحت
یا حسن کا حکم دیوے اوسکو صحیح یا حسن سمجھنا چاہیے قاضی بدر الدین بن جماعہ مختصر مین لکہتے ہین لم یستوعب البخاری ومسلم فی کتابیہما
کل الصحیح قال البخاری ما ادخلت فی کتابی الجامع الا ما صح وترکت من الصحاح لحال الطول وقال مسلم لیس کل ما صح عندی وضعتہ ہہنا انما
وضعت ما اجمعوا علیہ ثم قیل لم یفتہما الا قلیل وقیل بل فاتہما کثیر منہ وانما لم یفت الاصول الخمستہ منہ الا قلیل وہذا اصح والمعنی بالاصول الخمستہ
کتاب البخاری ومسلم وابی داود والترمذی والنسائی ویعرف الزائد علیہما بالنص علی صحتہ من امام معتمد فی السنن المعتمدة لا بمجرد وجودہ فیہا
الا اذا شرط فیہا الصحیح ککتاب ابن خزیمة وابی بکر البرقانی انتہی اس سے معلوم ہوا کہ عوام مین جو مشہور ہی کہ جو حدیث صحیح ہی وہ صحاح ستہ
مین موجود ہی محض غلط ہی بلکہ مدار صحت وجود شرائط صحت ہی خواہ صحاح ستہ مین ہو یا غیر صحاح ستہ مین ہو **قال البعض**
تفسیر قرآن کا ابن عباس سے منقول ہی اکثر پر اعتماد کلی نہین ہی اور سند اوسکی مخدوش و مقدوح ہی پس قول ابن عباس کا جو تفسیر آیہ
ومن الارض مثلہن مین واقع ہی غیر معتبر ہی **اقول** تفسیر ابن عباس کے جملہ طرق مقدوح نہین بلکہ بعض طرق مثل طریق کلبی
وغیرہ کی جیساکہ سیوطی نے اتقان فی علوم القرآن مین تفصیل ذکر کیا ہی اور اثر نحن فیہ مین سند قوی ہی اور ارباب تصحیح نے
اوسکی تصحیح کی ہی پس اوسکی عدم اعتبار کی کیا وجہ ہی **قال البعض** اثر ابن عباس اخبار آحاد سے ہی اور خبر آحاد باب اعتقادات مین مقبول
نہین **اقول** اگر مراد یہ ہی کہ خبر آحاد مفید یقین نہین ہی تو درست ہی لیکن کچہ ضرر نہین اسوجہ سے کہ حکم وجود انبیاء کا طبقات
تحتانیہ مین بشہادت اس اثر کی بطور قطع و یقین کے نہین کیا جاتا ہی یہانتک کہ منکر اوسکا کافر ہو جاوے بلکہ بطور ظن کے
اور ہمکو ایمان اجمالی جمیع انبیاء کی ساتہ ضروری ہی تفصیل انبیاء مین یقین ضرور نہین اس باب مین ظن کافی ہی بلکہ منکر نفس طبقات
ہی کافر نہین ہی جیساکہ شہاب خفاجی محشی بیضاوی مین لکہتے ہین قولہ فی العدد اشارة الی الارض کالسماء سبع طبقات متفاصلة وہو المعروف
فی الاحادیث الصحیحة وقیل ہی الاقالیم السبعة ولیست ہذہ المسئلة من ضروریات الدین حتی یکفر من انکر فیہا او تردد فیہا والذی نعتقدہ انہا طبقات
سبع اما سکان من خلقہ یعلمہم اللہ انتہی اور اگر مراد یہ ہی کہ خبر آحاد کا باب اعتقادات مین مطلقا اعتبار نہین تو محض غلط ہی اور نظیر اسکی اختلاف
علماء ہی نبوت لقمان و ذو القرنین و خضر و تبع و آسیہ و مریم وغیرہ مین کہ بعض علماء نے انکی نبوت باخبار آحاد و دلائل ظنیہ ثابت کی ہی اور بعض نے انکار کیا ہی
پس اگر دلائل ظنیہ مطلقا مفید باب نبوت مین نہوتے علماء متقدمین کیون ادعاء نبوت پر دلائل ظنیہ پیش کرتے **قال البعض** اثر ابن عباس کے رواة مجروح
ہین اسوجہ سے اس پر اعتماد نہین ہو سکتا ہی **اقول** اسکی تخریج کی دو طرق معتمد و مستند مین ایک عن شریک عن عطاء عن ابی الضحی
عن ابن عباس بیہقی و حاکم وغیرہ نے اس طریق سے اخراج کرکے صحیح کہا اور ابن حجر نے فتح الباری مین بیہقی کے قول کو نقل کرکے
سکوت کیا اور علامہ زرقانی رسالہ اجوبة الاسئلة مین لکہتے ہین السؤال الخامس والسادس والاربعون ہل الارض سبع طبقات
کالسماء وہل فیہن خلق اللہ الجواب قال اللہ تعالی ومن الارض مثلہن وقال فی آیة اخری الم تروا کیف خلق اللہ سبع سموات طباقا
فقد افاد ان طباقا فی الآیة الاولی مراد وان لم یذکر فتکون المثلیة فی الارض کذلک قال ابن حجر ویدل لہ ما رواہ ابن جریر عن
ابن عباس فی ومن الارض مثلہن قال فی کل ارض مثل ابرہیم نحو ما علی الارض ہکذا اخرجہ مختصرا واسنادہ صحیح واخرجہ الحاکم والبیہقی مطولا

واوله سبع ارضين في كل ارض آدم كآدمكم ونوح كنوحكم وابراهيم كابراهيمكم وعيسى كعيساكم ونبي كنبيكم قال البيهقي اسناده صحيح الا انه
شاذ بمرة انتهى اور سيوطی نے بھی درمنثور مین بیہقی کی تصحیح کو نقل کر کے سکوت کیا عبارت اونکی یہ ہی اخرج ابن ابی حاتم
والحاکم وصححه والبیهقی فی شعب الایمان وفی کتاب الاسماء والصفات من طریق ابی الضحی عن ابن عباس [illegible] فی
کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراهیم کابراهیمکم وعیسی کعیسی قال البیهقی اسناده صحیح لکنه شاذ بمرة لا اعلم
لابی الضحی متابعا علیه انتهت اور مستدرک حاکم مین ہی حدثنا احمد بن یعقوب الثقفی حدثنا عبید بن
غنام حدثنا علی بن حکیم حدثنا شریک عن عطاء عن ابی الضحی عن ابن عباس فی قوله تعالی ومن الارض مثلهن قال سبع
ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدمکم ونوح کنوح وابراهیم کابراهیم وعیسی کعیسی هذا حدیث صحیح الاسناد انتهی اور ذہبی نے
اس طریق پر حکم حسن کا دیا چنانچہ بدر الدین شبلی آکام المرجان مین بعد نقل عبارت حاکم کے لکھتے ہین قال شیخنا الذہبی
اسناده حسن انتهی دوسرا طریق عن شعبة عن عمرو بن مرة عن ابی الضحی عن ابن عباس حاکم نے اس طریق سے اخراج کر کے
حکم صحت کا دیا عبارت اونکی یہ ہی حدثنا عبد الله حدثنا ابراهیم بن الحسین حدثنا آدم حدثنا شعبة عن عمرو بن مرة عن ابی الضحی
عن ابن عباس قال فی کل ارض نحو ابراهیم هذا حدیث علی شرط البخاری ومسلم انتهی اور ذہبی نے بھی اونکی موافقت کی چنانچہ
شبلی لکھتے ہین قال شیخنا الذہبی هذا حدیث علی شرط البخاری ومسلم انتهی ہرگاہ تصحیح بیہقی وحاکم وذہبی وسکوت [illegible]
ابن حجر وسیوطی وشبلی اس حدیث کی وثاقت ثابت ہو گئی اوسکے قابل استناد ہونے مین کیا گفتگو ہی قال البعض
منجمله رواة اس اثر کے عطاء بن السائب ہین اور اونکو محدثین نے مختلطین سے شمار کیا ہی اور روایت راوی مختلط کی قابل
احتجاج نہین **اقول** محدثین کے نزدیک قاعده مقرر ہی کہ جو شیخ مختلط ہو جاوے یعنے بسبب کبر سن وغیره کے اوسکے حفظ مین فتور
واقع ہو جاوے اوسکی تلامذه کی روایتین جنہون نے حالت اختلاط مین تلمذ کیا ہو مقبول نہین اور جو تلامذه قبل حالت اختلاط کے
ہون اونکی روایتین مقبول ہین جیساکہ شروح الفیه وغیره مین بشرح وبسط مذکور ہی اور راوی محل فیه مین عطاء سے راوی شریک
ہی اور وه عطاء کے تلامذه متقدمین سے ہی پس اختلاط عطاء کا کیا ضرر کریگا حافظ عبد العظیم منذری کتاب الترغیب مین
لکھتے ہین عطاء بن السائب الثقفی قال احمد ثقة رجل صالح من سمع منه قدیما کان صحیحا ومن سمع منه حدیثا لم یکن بشیء روی عنه
شعبة والثوری وحماد بن زید عنه جید انتهی اور تہذیب مین ہی من سمع منه قدیما قبل ان تغیر شعبة وشریک وحماد انتهی اگر
شبهه ہووے کہ یحیی بن معین نے کہا ہی کہ عطاء کے سب تلامذه حالت اختلاط کے ہین مگر سفیان وشعبه چنانچہ خود ذہبی نے میزان
مین لکھا ہی قال یحیی بن معین جمیع من روی عن عطاء روی عنه فی الاختلاط الا شعبة وسفیان تو اوسکا جواب یہ ہی کہ قول
یحیی کا بحسب اونکی تتبع کے ہی اور سوا اونکی اور محدثین چند تلامذه عطاء کو لکھتے ہین کہ اونہون نے قبل حالت اختلاط کے روایت کی مثلا
زہیر وزائده وحماد بن زید وایوب وغیره چنانچہ تفصیل اسکی حافظ ابن حجر نے مقدمه فتح الباری اور تہذیب التہذیب مین بیان
کی ہی اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ شریک تلامذه عطاء متقدمین سے نہین تو بھی کچھ مضر نہین اسواسطے کہ شاہد اس اثر کی
سند ابن جریر وغیره موجود ہی اور بسبب کثرت طرق کے روایت کو قوت ہو جاتی ہی **قال البعض** لعله حاشیه ارکان

جوامع میں نقل کیا ہی اما ما نقل عن ابن عباس ان فی کل ارض آدم فہو من روایۃ الواقدی الکذاب الی اضع للحدیث انتہی **اقول** طرق اس
حدیث کی جو ابن حجر و شبلی وغیرہ نے نقل کیے ہین اون مین کہین واقدی کا نشان نہین ہی اگر بالفرض کسی طریق مین واقدی ہو تو کچھ ضرر
نہین کیونکہ دو طریق اسکی مستند ہین علاوہ ازین واقدی کو اگرچہ ایک طائفہ محدثین نے مقدوح کیا ہی لیکن ایک جماعت نے بھی جیسے
مثل یعقوب بن ابی شیبہ و ابو بکر صاغانی و دراوردی و مصعب زبیری و یزید بن ہارون وغیرہم نے اوسکی توثیق کی ہی جیسا کہ شیخ الاسلام
فتح الدین محمد ابن سید الناس نے اپنی کتاب عیون الاثر فی فنون المغازی والسیر مین باسکی تفصیل کی ہی اور ہمنے شرح شرح وقایہ مین جو مسمی
بسعایہ فی کشف ما فی شرح الوقایہ ہی اسکو بتفصیل تمام درج کیا ہی من شاء فلیرجع الیہ **قال البعض** شوکانی نے فوائد مجموعہ مین اس حدیث کو
موضوعات مین شمار کیا عبارت اونکی یہ ہی اخرجہ الحاکم فی المستدرک وقال صحیح علی شرط الشیخین وتعقبہ الذہبی فقال بل موضوع یا ضعیف ان عباد
ورواہ الحاکم فی المستدرک من حدیث علی وقال صحیح الاسناد وتعقبہ الذہبی بان فی اسنادہ حکیم بن جبیر وہو ضعیف وعبد اللہ بن بکیر وہو منکر الحدیث
انتہی **اقول** اس قائل نے شاید متابعت کسی کذاب کے ایسی تحریر کی ہی یا واسطے فریب دہی عوام کی ایسے تقریر کی فوائد مجموعہ کو مین نے اول سے
تا آخر لفظا بلفظ معاینہ کیا کہین بھی اس حدیث کا ذکر نہ دیکھا اور عبارت منقولہ فوائد مجموعہ مین ضمن اور حدیثون کے مکتوب ہی باب
مناقب اہل البیت مین ہی قول علی انا الصدیق الاکبر انا عبد اللہ واخو رسولہ لا یقولہا بعدی الا کاذب صلیت قبل الناس بسبع سنین
رواہ النسائی فی الخصائص وفی اسنادہ عباد بن عبد اللہ الاسدی وہو المتہم بوضعہ وقال ابن المدینی ضعیف الحدیث وذکرہ ابن
حبان فی الثقات وقال فی المیزان ہذا الحدیث کذب علی علی واخرجہ الحاکم فی المستدرک وقال صحیح علی شرط الشیخین وتعقبہ الذہبی بان
عباد ضعیف انتہی اور بعد دو ورق کے مرقوم ہی حدیث انہ قال رسول اللہ لعلی حین خرج الی غزوۃ تبوک وخلف علیا بالمدینۃ وقال لہ تخلفنی
مع النساء والصبیان فقال لہ ان المدینۃ لا تصلح الا بی او بک وانت منی بمنزلۃ ہارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی رواہ ابن حبان عن سعد وقال
باطل وفی اسنادہ حفص بن عمر کذاب ورواہ الحاکم فی المستدرک من حدیث علی وقال صحیح الاسناد وتعقبہ الذہبی بان فی اسنادہ حکیم بن جبیر وہو
ضعیف وعبد اللہ بن بکیر الغنوی وہو منکر الحدیث انتہی **قال البعض** اثر مذکور معارض مفہوم حدیث مرفوع ہی جسکو شوکانی نے فتح القدیر
مین زیر آیہ کریمہ وما تحت الثری تحریر فرمایا ہی اخرج ابو یعلی عن جابر ان رسول اللہ سئل ما تحت الارض قال الماء قیل فما تحت الماء قال ظلمۃ
قیل ما تحت الظلمۃ قال الہواء قیل ما تحت الہواء قال الثری قیل ما تحت الثری قال انقطع علم المخلوقین عند علم الخالق اس حدیث
سے صاف ظاہر ہی کہ ماوراء تحت الثری کا علم کسی مخلوق کو نہین ہی تا اینکہ آنحضرت نے بھی زیادہ اس سے بیان نہین کیا پس اثبات وجود
آدم و خاتم ہر طبقہ زمین مین صریح مخالف اسکی ہی **اقول** بعد تسلیم صحت سند و قوت روایت اس حدیث کی ہمین اور اثر مذکور مین
ہرگز مخالفت نہین ہی کیونکہ اثر مذکور مین خبر وجود سات طبقات زمین کی اور وجود انبیاء کے اون طبقات مین ہی اور یہ حدیث اوسکی
تفصیل سے ساکت ہی اور ماوراء تحت الثری کا علم نہونا جو اس حدیث سے مستفاد ہی منافی اثبات طبقات کے نہین ہی کیونکہ ثری ساتون
زمین کے نیچے ہی بغوی معالم التنزیل مین لکہتے ہین قال ابن عباس ان الارضین علی ظہر النون والنون علی بحر والبحر علی صخرۃ خضراء والصخرۃ
علی قرن ثور والثور علی الثری وما تحت الثری لا یعلم الا اللہ انتہی اور محمد بن ابی بکر رسالہ جواہر القرآن مین تحریر کرتے ہین الثری
التراب الندی ای الذی تحت التراب الیابس ومنہ قولہ تعالی وما تحت الثری [illegible]

وسن الارض شلامن مرقوم ہی اخرج ابن المنذر عن ابن جریج قال بلغنی ان عرض کل ارض مسیرۃ خمسمائۃ عام واخبرت ان الارض
السابعۃ فوق الثری انتہی اور احمد بن عبد اللطیف البشبیشی رسالہ التحفۃ السنیۃ فی اجوبۃ الاسئلۃ المرضیۃ مین لکھتے ہین
اخرج ابن ابی حاتم عن کعب انہ سئل ما تحت ہذہ الارض قال الماء قیل وما تحت الماء قال الارض حتی عد سبع ارضین قیل وما تحت
السابعۃ قال صخرۃ قیل وما تحت الصخرۃ قال ملک قیل وما تحت الملک قال حوت معلق طرفاہ بالعرش قیل وما تحت الحوت قال
الہواء والظلمۃ وانقطع العلم انتہی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ ماوراے ارض سابعہ کا علم منقطع ہی سواے اللہ جل جلالہ کے کوئی نہین
جانتا ہی یہ کہ مابین طبقات کا علم منقطع ہی فاین التعارض واین التخالف **قال البعض** اثر مذکور مخالف
حدیث مرفوع کی جو صحیحین مین مروی ہی عن سعید بن زید قال قال رسول اللہ من اخذ شبرا من الارض ظلما فانہ یطوقہ یوم القیامۃ
من سبع ارضین یہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ طبقات باقیہ کی زمین تابع طبقہ ہذا ہی اور اونکی واسطے احکام جداگانہ نہین
اقول ایک حکم مین تبعیت سے لازم نہین کہ جملہ احکام مین تبعیت ہو جاے وکما ہو ظاہر علی من لہ ادنی فہم علاوہ زمین غاصب
کی تطویق ساتون مین کی ساتھ بروز قیامت ہوگی جیسا کہ لفظ حدیث اوسپر دلالت کرتی ہی اور قسطلانی نے شرح صحیح بخاری
مین اور ابن حجر مکی نے زواجر مین بتفصیل ذکر کیا ہی پس اگر بالفرض حدیث تبعیت جملہ طبقات تحتانیہ پر دلالت ہی
کرے تو بھی کچھ مضر نہین کیونکہ یہ تبعیت قیامت مین ہوگی اور گفتگو احکام دنیا مین ہی **قال البعض** اثر مذکور
معارض ہی حدیث مرفوع کی جسکو حاکم وغیرہ نے حضرت ابن عمر سے اخراج کیا ہی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان الارضین بین کل ارض والتی تلیہا مسیرۃ خمسمائۃ عام والثانیۃ سجن الریح والثالثۃ فیہا حجارۃ جہنم والرابعۃ فیہا
کبریت جہنم والذی نفسی بیدہ ان فیہا الاودیۃ من کبریت لو ارسل فیہا الجبال الرواسی لماعت والخامسۃ فیہا حیات
جہنم ان افواہہا کالاودیۃ والسادسۃ فیہا عقارب جہنم ان ادنی عقربۃ منہا کالبغال والسابعۃ فیہا سقر وفیہا ابلیس مصفد
بالحدید فاذا اراد اللہ ان یطلقہ لما یشاء اطلقہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ طبقات تحتانیہ مین سے کسی مین ہوا اور کسی مین سانپ
مین بچھو اور کسی مین کبریت اور کسی مین پتھر اور کسی مین جہنم ہی اور اونمین مخلوقات مکلفین کا وجود نہین ہی پس یہ حدیث
کہ مرفوع ہی مرجح ہی اثر ابن عباس سے کہ موقوف ہی **اقول** یہ کلام مخدوش ہی ساتھ دو وجہ کی **اول** یہ کہ اثر ابن عباس
بتصریح طائفہ محدثین معتبرین صحیح الاسناد ہی اور جن لوگون نے اوسپر حکم ضعف کا دیا مثل حلبی وقسطلانی وغیرہ کی اونکو
اشتباہ بسبب شذوذ کی واقع ہوا حالانکہ اسکی سند مین شذوذ مقبول ہی نہ مردود کیونکہ شذوذ جو مخل صحت ہی وہ
عبارت ہی اس سے کہ ایک راوی ثقہ کی روایت مخالف ہو دوسرے ثقات کی روایت کی اور مجرد تفرد راوی ایک ثقہ کا کسی
روایت کے ساتھ مخل صحت نہین جیسا کہ تفصیل اسکی عنقریب لکھی جاوے گی اور [illegible] اس اثر کی ثقات مین کوئی علت قادحہ
معتبرہ اونمین معلوم نہین ہوتی ہی بخلاف حدیث ابن عمر کی [illegible] واقع ہی اور مختلف فیہ ہی تہذیب التہذیب
مین ہی قال [illegible] احمد [illegible] النسائی [illegible] قال ابو حاتم فی حدیثہ ضعف

قال الدارقطني متروک انتہی سہو ہے محدثین اس حدیث مین مختلف ہوگئے حاکم نے اسکی تخریج مین صحیح کہا اور سیوطی نے تخریج احادیث شرح مواقف مین سند حسن تحریر کیا اور حافظ عبدالعظیم منذری نے کتاب الترغیب والترہیب مین بہی حکم نکارت کا دیا عبارت اونکی یہہ اخرجہ الحاکم وقال العز وبہ الی التسبیح والحدیث صحیح لم یخرجاہ قال الحافظ المنذری الی التسبیح ہو دراج وقبلہ عبداللہ بن عیاش ویاتی الکلام علیہما وفی متنہ نکارۃ انتہی اور ذہبی نے بہی حکم نکارت کا دیا چنانچہ سیوطی در منثور مین لکہتے ہین اخرجہ ابن ابی حاتم فی تفسیرہ والحاکم وصححہ وتعقبہ الذہبی فقال منکر انتہی پس معلوم ہوا کہ اثر ابن عباس قوی ہے حدیث ابن عمرو سے اور موقوف ہونا اثر ابن عباس کا مضر نہین اسوجہ سے کہ قول صحابی کا ایسی خبر مین جنمین اجتہاد کو مداخلت نہین حکم رفع کا رکہتا ہے چنانچہ تفصیل اسکی عنقریب آتی ہے دوسرے یہ کہ حدیث ابن عمرو مین کہین نفی وجود مخلوقات نہین ہے تاکہ مخالف اثر ابن عباس کے ہووے پس جائز ہے کہ طبقات تحتانیہ مین مخلوقات وانبیاء بہی ہون جیسا کہ مفاد اثر مذکور ہے اور ہوا اور سانپ بچہو وغیرہ بہی ہون جیسا کہ حدیث ابن عمرو کا مفاد ہے جیسا کہ اس طبقہ مین سب قسم کی مخلوقات ہے اور یہی مفاد روایت ابن جریر کا ہے قسطلانی لکہتے ہین قال ابن جریر حدثنا عمرو بن علی ومحمد بن المثنی قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن عباس قال فی کل ارض مثل ابراہیم ونحو ما علی الارض من الخلق ہکذا اخرجہ مختصرا واسنادہ صحیح انتہی پس درمیان حدیث ابن عمرو کے اور حدیث ابن عباس کے ہرگز مخالفت وتعارض نہین ہے **قال البعض** اثر ابن عباس مجمل ہے کیونکہ شارع نے وجہ تشبیہ ومشارکت بیان نہین کی اور مجمل بدون بیان کے لائق استدلال نہین **اقول** اجمال اصولیین کے نزدیک عبارت ہے خفاء معنی سے اسطرح پر کہ ہرگز مقصود نہ معلوم ہو بدون استفسار متکلم کے جیسا کہ منار مین ہے اما المجمل فما ازدحمت فیہ المعانی واشتبہ المراد بہ اشتباہا لا یدرک بنفس العبارۃ بل بالرجوع الی الاستفسار ثم الطلب ثم التامل انتہی اور وجود اسکا ما نحن فیہ مین ممنوع ہے اور اگر مجرد بیان نہ کرنا شارع کا وجہ تشبیہ کو باعث اجمال ہو تو صدہا تشبیہات جو قرآن وحدیث مین وارد ہین مجمل ہو جاوینگے وہو خلاف الاجماع قال اللہ تعالی فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم او اشد ذکرا وقال تعالی ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فہی کالحجارۃ او اشد قسوۃ وقال تعالی اولئک کالانعام بل ہم اضل وقال علیہ الصلوۃ والسلام صلوا کما رأیتمونی اصلی **قال البعض** مابعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے تا این زمان کوئی شخص قائل وجود انبیاء کا طبقات باقیہ مین نہین ہوا **اقول** بغوی معالم التنزیل مین لکہتے ہین اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن فی العدد یتنزل الامر بینہن بالوحی من السماء العلیا الی الارض السفلی انتہی اور جلال الدین محلی لکہتے ہین ومن الارض مثلہن یعنی سبع ارضین یتنزل الامر الوحی بینہن بین السموات والارض ینزل بہ جبرئیل من السماء السابعۃ الی الارض السابعۃ انتہی اس سے معلوم ہوا کہ وحی بوساطت جبرئیل طبقات تحتانیہ مین بہی جاتی تہی تو معنی یہ ہین وجود انبیاء کی طبقات تحتانیہ مین کیونکہ جو وحی بوساطت ملک کے نازل ہو خواہ بمعنی امر ونہی ہو خواہ وحی باخبار مستقبلہ ہو وہ نبی ہی پر ہوتی ہے اگر کوئی شبہہ کرے کہ وحی کبہی بمعنی الہام کے مستعمل ہوتی ہے اور کبہی بمعنی تفہیم اور تعلیم کے آتی ہے جیسا کہ امام رازی نے تفسیر کبیر مین لکہا ہے پس جائز ہے کہ وحی جو عبارت معالم اور جلالین مین واقع ہے بمعنی الہام کے ہو نہ بمعنی وحی نبوت کے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ اگرچہ وحی چند معانی مین مستعمل ہوتی ہے لیکن وحی جو بوساطت ملک کے ہو وہ مقتضی نبوت ہے جیسا کہ زرقانی رسالہ الاجوبۃ الاسئلہ مین لکہتے ہین قال صاحب فتح الباری الضابط عند الاشعری ان من جاءہ

الملک عن اللہ بحکم من امر اونہی او علام بما سیاتی فہو نبی انتہی او اگر کوئی شبہہ کرے کہ وحی جو عبارت مذکورہ مین واقع ہے
جائز ہے کہ ماول بوحی تدبیر ہو نہ بمعنی وحی حقیقی کے جو مقتضے نبوت ہے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ یہ تاویل بلا دلیل ہے اور جو تاویل بلا وجہ
ہو وہ مردود ہے جیسا کہ سیوطی اعلام بحکم عیسی علیہ السلام مین لکہتے ہین قال اہل الاصول التاویل صرف اللفظ عن ظاہرہ لدلیل
فان لم یکن دلیل فلا تاویل انتہی او اگر کوئی کہے کہ حدیث ابن عمرو سے معلوم ہوتا ہے کہ طبقات تحتانیہ مین مخلوقات غیر مکلفین ہین
پس اونپر وحی حقیقی کیونکر جا سکتی ہے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ حدیث مذکور سے نفی مخلوقات مکلفین نہین نکلتی ہے اور اثر ابن عباس بر
جو لطرق متعددہ معتبرہ مطولا ومختصرا مروی ہے صریح ہے وجود مکلفین مین پس طبقات تحتانیہ مین وحی حقیقی جانے سے کون
مانع ہے الحاصل ظاہر عبارت لغوی ومحلی مقتضی اسیکا ہے کہ وہ طبقات تحتانیہ مین وجود انبیاء کے قائل ہین اور تاویل خلاف
اصل ہے اور عبارت آکام المرجان سے بہی صاف معلوم ہے کہ شبلی بہی قائل اس امر کے ہین کہ طبقات تحتانیہ مین انبیاء ہوئے
جیسا کہ عنقریب ذکر آتا ہے **قال البعض** احتمال ہے کہ وجہ تشبیہ اثر ابن عباس مین مشارکت اسمی ہو دون مماثلت معنوی
جیسا کہ قسطلانی وسیوطی نے افادہ فرمایا ہے یا بشریت یا تبلیغ احکام یا ہدایت انام وغیر ذلک اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال
اقول یہ احتمالات ناشیہ بلا دلیل ہین اور مخدوش ہین جملہ نبی کنبیکم اسواسطے کہ اس جملہ مین تشبیہ ہے ایک نبی کی ساتھ
ہمارے نبی کے نہ تشبیہ بشر کی پس قطع نظر تشبیہ کے یہ ثابت ہوا کہ اون طبقات مین ایک ایک نبی ہے اور وہ مشبہ ہے
ساتہ ہمارے نبی کی پس اگر تشبیہ مجرد بشریت یا مشارکت اسمی یا ہدایت وغیرہ مین ہووے نبی کا لفظ بے معنی ہو جائیگا
زیادہ توضیح اسکی یہ ہے کہ نبی کنبیکم سے دو امر ثابت ہین ایک یہ کہ اون طبقات مین ایک ایک شخص موصوف بنبوت
ہے دوسرے یہ کہ وہ شخص مشابہ ساتہ ہمارے نبی کے ہے پس وجہ تشبیہ ایسی بیان کرنا چاہیے کہ صفت نبوت کی بحال خود رہے
اور تشبیہ بہی مستقیم ہو جاوے اور جو وجوہ کہ قسطلانی وغیرہ نے بیان کئے ہین اونمین نبی سے چشم پوشی ہے بیان وجہ تشبیہ مین مشبہ کی
صفت باطل ہوتی ہے اور بعد ثبوت نبوت مشبہ کی لفظ نبی سے تشبیہ ہوگی مگر ختم نبوت مین اسلیے کہ اگر تشبیہ جملہ صفات
محمدیہ مین کیجاوے مثلیت حقیقیہ ثابت ہوتی ہے وہو خلاف الاجماع اور اگر احتمال اسکا پیدا کیا جائیگا کہ نبی سے مراد مطلق
ہادی ہے تو ایسا ہی احتمال تمام آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ مین جو مثبت نبوت انبیاء طبقہ ہذا ہین سارے ہوگا وہو باطل
الحاصل ظاہر سوق حدیث ابن عباس سے وجود انبیاء طبقات تحتانیہ مین اور تعدد آدم وغیرہ ثابت ہوتا ہے اور بانضمام عبارات
معالم وجلالین آکام المرجان زیادہ تر اسکو تقویت حاصل ہوتی ہے **قال البعض** احتمال وتجویز وجود خواتم منافی مفہوم
نص قطعی ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ہے اسلیے کہ مفاد جمع محلی بلام استغراق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم خاتم تمام انبیاء کے ہین **اقول** حاشا وکلا یہ احتمال منافی نص مذکور کے نہین ہے کیونکہ اواخر انبیاء طبقات تحتانیہ کا
اتحاد زمان یا بعدیت از زمان خاتم الانبیاء ثابت نہین ہے پس ممکن ہے کہ اواخر انبیاء طبقات تحتانیہ ہمارے خاتم النبیین علیہ السلام
کے وجود کے پہلے ہو چکے ہون اور اپنے طبقہ کی قصر نبوت کو مکمل کر چکے ہون بعد ازان ہمارے خاتم نے رونق افروز ہو کر ختم نبوت
مطلقہ کیا **قال البعض** عموم رسالت وبعثت واطلاق ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدلول نص قطعی

قطعیہ کا نہیں ہے عموم مخصوص مفید ساتھ کسی مان یا امکان کے ہے یا نہیں بر تقدیر اول اسکو ثابت کرنا چاہیے اور بر تقدیر
ثانی احتمال تعدد خواتم کا باطل ہوگا کیونکہ وجود خواتم یا زمانہ آنحضرت مین ہوگا یا بعد اسکے یا قبل اسکے صورت اول و
ثانی صریح باطل ہے اسلیے کہ اس صورت مین وہ منجملہ افراد مرسل الیہم کے ہونگے نہ رسول پس خاتم الرسل ہونا کیا اور صورت
ثالث بھی باطل ہے اسواسطے کہ خواتم مفروضہ سوقت داخل افراد النبیین ہونگے نہ خاتم **اقول** صورت ثالث کے بطلان
کی کوئی وجہ نہین اور داخل ہونا افراد النبیین مین مضر انکی خاتم ہونیکی نہین ہے اسواسطے کہ خاتم ہر طبقہ کا خاتم اضافی ہے
بہ نسبت انبیاء اپنے طبقہ کے اور وجود اسکا جب ہمارے خاتم پر سابق ہوگا تو اسکی خاتمیت اضافیہ مین کچھ فساد نہوگا
قال البعض خاتم ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی ہے یا اضافی بر تقدیر ثانی اسکو ثابت کرنا چاہیے اور بر شق اول
وجود دو خاتم حقیقی کا علی سبیل الاجتماع عقلاً و نقلاً محال ہے ہر عاقل جانتا ہے کہ اول خاتم حقیقی سلسلہ نبوت کا بلکہ ہر
سلسلہ منتظمہ کا ایک ہی ہوگا **اقول** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بہ نسبت جملہ انبیاء جملہ طبقات ہے اور دعوت
آپکی عام ہے اور خاتم طبقات باقیہ کا خاتم ہونا اضافی ہے دو خاتم حقیقی کے مجتمع ہونیکا کون قائل ہے **تفصیل مقام** یہ ہے
کہ تعدد خاتم کی چند صورتین ہین ایک خاتم حقیقی علی سبیل الاطلاق کا متعدد ہونا علی سبیل الاجتماع یہ صورت محال ہے
عقلاً اور نصوص بھی اسکے استحالہ پر قائم ہین اور کوئی اسکے جواز کا قائل نہین دوسرے
خاتم اضافی کا متعدد ہونا اس صورت کے جواز مین شبہہ نہین تیسرے تعدد [illegible] اس طرح پر کہ ایک اضافی ہو اور ایک حقیقی
یہ صورت بھی جائز بلکہ ان طبقہ مین بھی واقع ہے اسواسطے کہ حضرت عیسی علی نبینا و علیہ السلام خاتم انبیاء بنی اسرائیل
ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم خاتم حقیقی جمیع انبیاء کے ہوئے ہر گاہ یہ امر ممہد ہو چکا اب سمجھنا چاہیے کہ تعدد خواتم
بحسب تعدد طبقات ہے یہ نہین لازم کہ سب خاتم حقیقی ہون تا اسکو محال کہہ کے عقلاً و نقلاً فتوی دیا جاوے اور نہ یہ لازم کہ
سب خاتم اضافی ہون تا لازم آوے کہ ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اضافی ہو وہ ہو باطل بلکہ صورت ثالثہ
ہم محتمل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم خاتم حقیقی جملہ انبیاء جملہ طبقات کے ہین اور ہر ہر طبقہ تحتانیہ کے آخر خاتم
اضافی [illegible] ہے اپنے طبقہ کے ہون جیسا کہ اس طبقہ مین حضرت عیسی کی نسبت سے خاتم الانبیاء کہے لیس با وجود
اس صورت کے [illegible] تعدد خواتم کو کہ جملہ نبی کنبیکم سے مستفاد ہے باطل کہنا خلاف ان علماء کے ہے اور زیادہ تفصیل اس بحث کے
عنقریب [illegible] ہے **قال البعض** قول ابن عباس کا کسی یہودی سے ماخوذ ہے اسوجہ سے کہ ابن عباس قائل ہین کہ
اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو تمام [illegible] ہے اور اس قول سے انکی خلاف اس امر کا معلوم
ہوتا ہے **اقول** صحابہ قسم کی تھی بعض ایسا [illegible] اس سے اخذ کرتی تھی جیسے عبداللہ بن عمرو بن العاص وغیرہ
اور بعض اس سے اجتناب کرتی تھی بلکہ فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے اخذ کرتی تھی مثل ابو ہریرہ کے جیسا کہ صحیح بخاری
وغیرہ مین صحیح ہے مثل ابو الدرداء کے جیسا کہ سیوطی نے اپنی رسالہ بزوغ الہلال فی الخصال الموجبہ للظلال مین تصریح
کی ہے اور مثل عمرو ابن عباس وابن عمر وغیرہ جیسا کہ سخاوی فتح المغیث شرح الفیہ الحدیث مین لکھتے ہین قد منع عمر

كعباً عن التحديث بما في الكتب المتقدمة فانما لا تنكره ولا تحسنك يا مرض القروة واصح منه قول ابن عباس لو ولو وقعنا

كتابا وقال ان لا حاجة بنا الى غير نبيك ولذا انهى عن مثله ابن مسعود وغيره من الصحابة انتهى اور صحیح بخاری مین موجود ہی کہ حضرت
ابن عباس کتب اہل کتاب سے روایت کرنیسے زجر فرماتے تھے عنقریب عبارت اوسکی مذکور ہوگی پس احتمال اس کا کہ ابن عباس نے
اس قول کو کسی یہودی سے اخذ کیا باطل ہی اور اس اثر سے فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی نبی سے یا مساوات
آپ کے ساتھ کسی نبی کی ہرگز نہین مفہوم ہوتی ہی تا کہ یہ حدیث مخالف اعتقاد اہل سنت ہو کیونکہ تشبیہ مین مساوات
طرفین شرط نہین ہی اور نہ افضلیت مشبہ تشبیہ سے سمجھی جاتی ہی اپنی لفظ نبی کنبیکم سے یہ نہین مستفاد ہی کہ ہر طبقہ مین ایک
ایک نبی مماثل آنحضرت کے یا آپ سے افضل ہی بلکہ اسیقدر مفہوم ہوتا ہی کہ ہر طبقہ مین ایک نبی مشابہ آنحضرت کے تھا اور مشابہت
مین اتحاد جمیع صفات کمالیہ مین لازم نہین پس ہو سکتا ہی کہ ہر طبقہ کا نبی بجائے خاتم سلسلہ نبوت ہو ساتھ آنحضرت کی
مجرد ختم مین تشبیہ دیا گیا ہو اگرچہ دونو ختمو مین تفاوت ہو **قال البعض** کلمہ نبیکم کلمہ ارتداد ہی کیونکہ اس سے معلوم
ہوتا ہی کہ وہ نبی تمھارے ہین ہمارے نہین پس ایسا قول ابن عباس نہین ہو سکتا بلکہ کسی یہودی کا قول ہوگا **اقول** سبحان اللہ
کیا القا ہی مضحکہ ہر صغیر وکبیر ہی اسقدر بھی علوم نہین کہ کلمہ نبیکم سے یہ کب مفہوم ہوتا ہی کہ وہ نبی ہمارے نہین جیسے کسی نے کہا
ہذا اخو زید اس سے یہ کب مستفاد ہوتا ہی کہ وہ فقط زید کا بھائی ہی اور کسی کا بھائی نہین اور یہ کلمہ صحابہ مین شائع وذائع تھا

صحیح مسلم مین ابن مسعود سے مروی ہی من سرہ ان یلقی اللہ غدا مسلما فلیحافظ علی ہؤلاء الصلوات الخمس حیث ینادی بہن فان اللہ
شرع لنبیکم سنن الہدی وانہن من سنن الہدی ولو انکم صلیتم فی بیوتکم کما یصلی ہذا الرجل المتخلف فی بیتہ لترکتم سنۃ نبیکم
ولو ترکتم سنۃ نبیکم لضللتم اور بھی صحیح مسلم مین حضرت عمر سے مروی ہی قال اما ان نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ
یرفع بہذا الکتاب اقواما ویضع بہ آخرین اور بھی صحیح مسلم مین ابو حسان سے مروی ہی قال قلت لابن عباس ان ہذا الامر
قد تفشغ بہ الناس ان من طاف بالبیت فقد حل الطواف عمرۃ فقال ابن عباس سنۃ نبیکم وان رغمتم اور صحیح بخاری مین
ابن عباس سے مروی ہی قال یا معشر المسلمین کیف تسالون اہل الکتاب عن شیء وکتابکم الذی انزل اللہ علی نبیکم احدث الاخبار
باللہ اور ابو نعیم حلیۃ الاولیاء مین معاذ بن جبل سے روایت کرتے ہین قال من سرہ ان یلقی اللہ آمنا فلیات الصلوات
الخمس حیث ینادی بہن فانہن من سنن نبیکم ولا یقل ان لی مصلی فی بیتی اصلی فیہ فانکم ان فعلتم ذلک ترکتم سنۃ نبیکم ولو ترکتم
سنۃ نبیکم لضللتم اور ابن حجر اصابہ فی احوال الصحابہ مین لکھتے ہین [illegible] سے اسمعیل [illegible] عن انس لو بقی ابراہیم ابن رسول اللہ لکان
نبیا ولکن لم یکن لیبقی فان نبیکم آخر الانبیاء پس اگر کلمہ نبیکم کلمہ ارتداد ہوتا حضرت عمر وابن مسعود وابن عباس ومعاذ وانس
اسکے ساتھ تکلم نہ فرماتے **قال البعض** اگر ابن عباس نے [illegible] کر موسی کا نہین ہی [illegible] بل مفضول [illegible]
قائل اسکا یہودی ہو تو البتہ وجہ ترک ذکر موسی کے یہ ہو سکتی ہی کہ بزعم یہود [illegible] ہین ورنہ یہ کب
ہو سکتا ہی کہ آنحضرت کے چہ مثل موجود ہون اور مثل موسی کا ایک بھی نہو پس ثابت ہوا کہ اسکو ابن عباس نے کسی یہودی سے
اخذ کیا **اقول** ابن جریر وغیرہ نے اس حدیث کو یون روایت کیا ہی قال ابن عباس فی کل ارض مثل ابراہیم ونحو ما علی الارض من الخلق

اور ابن حجر نے فتح الباری مین کہا اسناده صحیح اور کہا ملا علی القاری کا حاصل ہے یہ ہے معلوم ہوا کہ مثل موسیٰ بھی اون طبقات مین
ہوگا اور یہی کہنا کہ عیسیٰ کعیسیٰ یا نوح کنوح سے یہ نہین سمجھا جاتا کہ ہر طبقہ مین ایک ایک نبی مانند ان انبیاء کے جمیع صفات
کمالیہ مین تھے تا نہ ذکر کرنا ہی دلالت کرتی ہے کہ یہ قول ہو ہی نہین بلکہ ایسے مفہوم ہوتا ہے کہ ہر طبقہ مین ایک نبی مانند
ان انبیاء کے تھے اگرچہ مشابہت بعض صفات مین ہو **قال البعض** یہ حدیث ابن عباس مخالف قرآن ہے کیونکہ
حق تعالیٰ ارشاد کرتا ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور یہ آحاد مخالف قرآن کے باطل ہے **اقول** یہ حدیث اگر مثبت امر
کے ہو کہ ہر طبقہ مین ایک ایک نبی آنحضرت کے زمانہ مین صاحب شرع جدید ونبی مستقل تھا تو البتہ مخالف ہوگی حالانکہ
یہ امر اوس سے مستفاد نہین بس جائز ہے کہ واخر سلاسل تحتانیہ آنحضرت کے زمانہ کے قبل گذرے ہون یا آنحضرت کے زمانے مین ہون لیکن متبع
شریعت محمدیہ کے ہون کیونکہ بعد آنحضرت کے یا زمانے مین آنحضرت کے کسی نبی کا ہونا محال نہین بلکہ صاحب شرع جدید ہونا البتہ
ممتنع ہے چنانچہ ملا علی قاری رسالہ موضوعات مین زیر حدیث لو عاش ابراہیم لکان نبیا کے لکھتے ہین ای لو عاش لکان من اتباعہ
کعیسیٰ وخضر والیاس فلا ینافی قوله تعالیٰ خاتم النبیین اذ المعنی انه لا یاتی بعده نبی ینسخ ملته انتہی اور حافظ ابن حجر
فی احوال الصحابہ مین لکھتے ہین استدل بعضهم علی موت الخضر لقوله علیه السلام لا نبی بعدی واسبط ابن حیة القول فی ذلک وتعقب هو
بعیسیٰ فانه نبی قطعا وثبت انه ینزل الی الارض فی آخر الزمان ویحکم بشریعة نبینا [illegible] بعده علیه وسلم فوجب حمل النفی علی انشاء النبوة
لکل احد من الناس لا علی نفی وجود نبی کان قد نبئ قبل ذلک انتہی **قال البعض** اہل اسلام کا یہ قول ہے کہ طبقات زمین کے
باہم متصل ہین اور اس اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ طبقات جدا جدا ہین بس یہ اثر باطل ہے **اقول** اتصال طبقات زمین مذہب
علمائے ہیئت کا ہے اور وہ مردود ہے ساتھ احادیث صحیحہ کے کہ دلالت کرتی ہین انفصال پر جامع ترمذی مین ابو ہریرہ سے
مروی ہے قال کنا جلوسا مع رسول الله فمرت سحابة فقال اتدرون ما هذه قالوا الله ورسوله اعلم قال هذه یسوقها الله الی اهل بلد
لا یعبدونه ولا یشکرونه هل تدرون ما فوق ذلک قالوا الله ورسوله اعلم قال فوق ذلک موج مکفوف وسقف
محفوظ هل تدرون ما فوق ذلک قالوا الله ورسوله اعلم قال فوق ذلک سماء هل تدرون ما فوق ذلک قالوا الله ورسوله
اعلم قال فوق ذلک سماء بینهما مسیرة خمسمائة عام حتی عد سبع سموات قال هل تدرون ما تحتها قالوا الله ورسوله اعلم قال ارض اخری
ما بینهما مسیرة خمسمائة عام حتی عد سبع ارضین بین کل ارضین مسیرة خمسمائة عام انتہی مختصرا اور اسی طرح روایت کیا ہے اسحق بن راہویہ بزار و
ابو الشیخ وابن مردویہ وبیہقی نے [illegible] بس بمقتضائے ان احادیث صحیحہ کے اہل اسلام کا یہ اعتقاد ہے کہ ہر طبقہ زمین دوسرے طبقہ سے جدا ہے اور
ہر طبقہ سے دوسرے طبقہ تک پانسو سال کی راہ ہے اور جو بعض اہل اسلام اتصال طبقات کے قائل ہوے اونکو یہ حدیثین نہین
پہنچین ورنہ کبھی ایسی بات نہ کہتے بس قول انکا مردود ہے اور صحیح وہی ہے جو احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ فتح الباری وغیرہ مین مصرح
ہے بس قول مردود کو اختیار کرکے ایک حدیث صحیح کو مردود کرنا کمال جرأت نفسانی ہے اور بعض عوام کہتے ہین کہ اگر زمین کے
طبقات جدا جدا ہون اور ایک دوسرے کے نیچے ہووے تو طبقات تحتانیہ مین آفتاب و ماہتاب کی روشنی کیونکر پہنچتی
ہوگی اور ہمیشہ وہان تاریکی رہتی ہوگی اور یہ خلاف عقل ہے اسکا جواب یہ ہے کہ علمائے امت طبقات کی کیفیت مین مختلف ہین

ہوسکتی ہے کہ ایک ایک خاتم ہر طبقہ میں ہو تفصیل اجمال کی یہ ہے کہ اثر مذکور بالفاظ مختلفہ حضرت عبداللہ بن عباس
سے وارد ہے ایک تو روایت ابن جریر طبری مفسر ہے حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن عباس قال فی کل ارض
مثل ابراہیم ونحو ما علی الارض من الخلق قال ابن حجر ہکذا اخرجہ مختصرا واسنادہ صحیح اور لفظ نحو ما علی الارض سے معلوم
ہوتا ہے کہ ہر طبقہ زمین میں جن وانس و دواب وغیرہ موجود ہیں جیسا کہ اس عالم میں ہے لہذا حضرت مجیب جو عبارت
بدائع الدہور وغیرہ سے ثابت کرتے ہیں کہ مخلوقات طبقات باقیہ اس مخلوقات کی صنف سے نہیں ہے وہ بظاہر مخالف اس اثر
کی ہے **اقول** عبارت بدائع الدہور وغیرہ میں سکان طبقات باقیہ کا انحصار ان اقوام میں جنکا ذکر کیا ہے نہیں کیا ہے
تا مخالفت ساتھ اس اثر کے لازم آوے **قال** دوسری روایت حاکم اور بیہقی کی ہے اور کہا بیہقی نے اسناد اسکی صحیح ہے
مگر بغایت شاذ ہے پس یہ اثر بقاعدہ اہل فن حدیث کے قابل احتجاج نہیں بچند وجہ اول یہ کہ حدیث مذکور حسب اقرار
مجیب اور قرار دادہ بیہقی و ابن حجر و سیوطی کے شاذ ہے اور حدیث شاذ لائق احتجاج نہیں ابن ابی شریف خلاصہ مصطلح
اصول حدیث میں لکھتے ہیں الشاذ ہو ما لیس له الا اسناد واحد شذ به شیخ ثقۃ او غیر ثقۃ فما کان من غیر ثقۃ فمتروک
وما کان من ثقۃ فیتوقف فیه ولا یحتج به **اقول** اگر مراد یہ ہے کہ بعض افراد حدیث شاذ کی قابل احتجاج کے نہیں تو صحیح ہے لیکن
مفید نہیں کیونکہ حدیث مذکور بعض دیگر سے ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ ہر شاذ قابل احتجاج نہیں تو غلط اور مخالف کتب
اصول حدیث کے ہے محدثین تصریح اسکی کرتے ہیں کہ شاذ کبھی مقبول ہوتی ہے اور کبھی مردود و تفصیل اسکی جیسا کہ مقدمہ
ابن الصلاح میں مصرح ہے یہ ہے کہ جب کوئی راوی متفرد ہو ساتھ کسی حدیث کے پس اگر روایت اوسکی مخالف ہے دوسرے راوی
احفظ اور اوثق کی اس صورت میں وہ شاذ مردود ہوگی اور اگر مخالفت نہو بلکہ مجرد تفرد ہو پس اگر متفرد فی نفسہ حافظ
ثقہ عدل ہو روایت اوسکی مقبول اور شاذ صحیح ہوگی اور اگر مراتب رواۃ حسن میں ہو حدیث اوسکی شاذ حسن ہوگی اور اگر درجات
رواۃ صحیح و حسن سے بعید ہو اس صورت میں شاذ منکر ہوگی اور حضرت معترض نے جو تعریف شاذ کی اور اسکا قائل ابن ابی شریف نے نقل کیا اوسکی کیفیت
یہ ہے کہ یہ تعریف شاذ کی خلیلی سے منقول ہے مگر ارباب تحقیق کے نزدیک مخدوش ہے کیونکہ اس تعریف پر لازم آتا ہے کہ متفردات ثقات کی مقبول
نہوں حالانکہ صحاح ستہ میں بہت افراد ثقات ہیں کہ وہ ائمہ کے مستند ہیں حافظ زین الدین عراقی شرح الفیۃ الحدیث
میں لکھتے ہیں اختلف اہل العلم بالحدیث فی صفۃ الحدیث الشاذ فقال الشافعی لیس الشاذ ان یروی الثقۃ ما لا یروی غیرہ انما
الشاذ ان یروی الثقۃ حدیثا یخالف ما روی الناس وحکی ابو یعلی الخلیلی عن جماعۃ من اہل الحجاز نحو ہذا وقال الحاکم ہو الحدیث
الذی ینفرد به ثقۃ من الثقات ولیس له اصل متابع لذلک الثقۃ فلم یشترط الحاکم فیه مخالفۃ الناس وقال ابو یعلی الخلیلی الذی علیه
حفاظ الحدیث ان الشاذ ما لیس له الا اسناد واحد یشذ بذلک شیخ ثقۃ کان او غیر ثقۃ فما کان عن غیر ثقۃ فمتروک لا یقبل وما کان
عن ثقۃ یتوقف فیه ولا یحتج به فلم یشترط الخلیلی فی الشاذ تفرد الثقۃ بل مطلق التفرد ورد ابن الصلاح ما قال الحاکم والخلیلی
بافراد الثقات الصحیحۃ فقال ابن الصلاح اما ما حکم الشافعی علیه بالشذوذ فلا اشکال فی انه شاذ غیر مقبول واما ما حکیناہ
عن غیرہ فیشکل بما ینفرد به العدل الضابط الحافظ کحدیث انما الاعمال بالنیات واوضح من ذلک فی ذلک حدیث بن دینار

عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نہی عن بیع الولاء وہبتہ تفرد بہ عبد اللہ بن دینار وحدیث مالک عن الزہری
عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم دخل مکۃ وعلی رأسہ المغفر تفرد بہ مالک عن الزہری فکل ہذہ مخرج فی الصحیحین
مع انہ لیس لہا الا اسناد واحد تفرد بہ الثقۃ وقد قال مسلم للزہری نحو تسعین حرفا یرویہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یشارکہ
فیہا احد باسانید جیاد قال فہذا الذی ذکرناہ وغیرہ من مذاہب ائمۃ الحدیث یبین لک انہ لیس الامر فی ذلک علی الاطلاق
الذی اتی بہ الخلیلی والحاکم بل الامر فی ذلک علی تفصیل نبینہ فنقول اذا انفرد الراوی بشیء نظر فیہ فان کان ما انفرد بہ مخالفا لما رواہ
من ہو اولی منہ بالحفظ لذلک واضبط کان ما انفرد بہ شاذا مردودا وان لم یکن فیہ مخالفۃ لما رواہ غیرہ وانما ہو امر رواہ
ہو ولم یروہ غیرہ فینظر فی ہذا فان کان عدلا حافظا موثوقا باتقانہ وضبطہ قبل ما انفرد بہ ولم یقدح الانفراد فیہ وان لم یکن ممن
یوثق بحفظہ واتقانہ لذلک الذی انفرد بہ کان انفرادہ بہ خارما لہ مزحزحا لہ عن حیز الصحیح ثم ہو بعد ذلک دائر بین مراتب متفاوتۃ
فان کان المتفرد بہ غیر بعید من درجۃ الحافظ الضابط المقبول تفردہ استحسنا حدیثہ وان کان بعیدا من ذلک رددنا ما انفرد
بہ وکان من قبیل الشاذ المنکر انتہی اور قاضی بدر الدین بن جماعہ بعد نقل کلام ابن صلاح کے لکھتے ہیں ہذا التفصیل حسن انتہی اور ملا
اکرم بن عبد الرحمن امعان النظر شرح نخبۃ الفکر میں لکھتے ہیں استقراء موارد استعمالہم المنکر والشاذ یدل علی ان المنکر والشاذ
لا یلزم ان یکون حدیثا مردود الروایۃ انتہی ان عبارات سے یہ امر واضح ہو گیا کہ مطلق شاذ کو مردود کہنا جیسا کہ خلیلی نے
نقل کیا غلط ہے بلکہ شاذ کبھی مقبول ہوتی ہے اور کبھی مردود پس اب سمجھنا چاہیے کہ فیما نحن فیہ میں علت شذوذ مجرد تفرد مسلم بن صبیح
ابو الضحی ہے نہ مخالفت ثقہ دیگر اور وہ فی نفسہ ثقہ ہے پس یہ حدیث شاذ مقبول ہو گی اور اگر شاذ مردود بھی ہو تو بھی تاخیر
حکم شذوذ کی حکم صحت کا نہ دیتا کیونکہ صحت مصطلح اہل حدیث میں سلامت عن العلل والشذوذ شرط ہے کما لا یخفی علی من
طالع المختصرات فضلا عن المطولات **قال** دوم یہ کہ اثر مذکور اگرچہ تفسیر صحابی قرار دیا جاوے تو وہ حکم حدیث موقوف کا
رکھتا ہے اور حدیث موقوف نزدیک اہل فن کے حجت نہیں **اقول** قول صحابی کا ایسے امور میں کہ جس میں رائے اور اجتہاد کو
مداخلت نہو جیسے اخبار بدء خلق اور قصص انبیاء وغیرہ نزدیک محدثین کے حکم مرفوع میں ہے حافظ ابن حجر شرح نخبۃ الفکر میں
لکھتے ہیں مثال المرفوع من القول حکما لا تصریحا ان یقول الصحابی مما لا مجال للاجتہاد فیہ ولا لہ تعلق ببیان لغۃ او شرح غریب کالاخبار عن
الامور الماضیۃ من بدء الخلق واخبار الانبیاء او الآتیۃ کالملاحم والفتن واحوال یوم القیامۃ وانما کان لہ حکم المرفوع لان اخبارہ بذلک یقتضی
مخبرا لہ اذ لا مجال للاجتہاد فیہ ولا موقف للصحابۃ الا النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتہی اور ابن حجر کتاب النکت علی ابن صلاح میں لکھتے ہیں
ما قالہ الصحابی مما لا مجال للاجتہاد فیہ فحکمہ الرفع کالاخبار عن الامور الماضیۃ من بدء الخلق وقصص الانبیاء وعن الامور الآتیۃ کالملاحم
والفتن وصفۃ الجنۃ والنار والاخبار عن عمل یحصل بہ ثواب مخصوص او عقاب مخصوص انتہی ان عبارات سے واضح ہوا کہ [illegible]
انہیں مسائل میں تحریر کرتے ہیں کہ تفسیر صحابی [illegible] متعلق ہے شان نزول کے ساتھ وہ حکم مرفوع میں ہے یہ امر بھی غلط ہے [illegible]
نے شرح جامع ترمذی میں اور ابو بکر بن العربی نے شرح ترمذی میں اور امام فخر الدین رازی نے محصول میں [illegible]
تصریح کی ہے پس بنا علی ہذا اثر ابن عباس متعلق ساتھ بدء خلق اور قصص انبیاء کے حکم مرفوع میں ہو گا اور قول [illegible]

آدم کا و کلم الخ یعنیہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا سمجھا جاویگا اگر یہ شبہ ہووے کہ قول صحابی کا مالا یعقل میں حکم
مرفوع میں نہیں ہے بلکہ اوس صحابی کا جو اسرائیلیات سے اخذ نہیں کرتا ہے اور ابن عباس اسرائیلیات سے اخذ کرتے تھے پس انکا
قول حکم مرفوع میں نہوگا تو اسکو یوں دفع کرنا چاہیے کہ یہ قید اگرچہ ابن حجر وغیرہ نے ذکر کی ہے لیکن سخاوی نے شرح الفیہ حدیث
میں اسکو مقدوح کر دیا اور اس کو اختیار کیا کہ قول صحابی مالا یعقل میں خواہ وہ صحابی آخذ عن الاسرائیلیات ہو یا نہو حکم مرفوع
میں ہے عبارت انکی یہ ہے قال ابن العربی فی القبس اذا قال الصحابی قولا لا یقتضیہ القیاس فانہ محمول علی المسند الی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ومذہب مالک و ابی حنیفۃ انہ کالمسند انتہی وہو ظاہر من احتجاج الشافعی فی الجدید بقول عائشۃ فرضت الصلوۃ رکعتین رکعتین حیث
اعطاہ حکم المرفوع لکونہ مما لا مجال للرای فیہ ومن الادلۃ للاظہر ان ابا ہریرۃ حدث کعب الاحبار بحدیث فقدت امۃ من بنی اسرائیل لا یدری
ما فعلت فقال لہ کعب وانت سمعت ہذا من رسول اللہ قال نعم وتکرر ذلک فقال لہ ابو ہریرۃ افاقرء التوراۃ اخرجہ البخاری فی بدء الخلق
من صحیحہ قال شیخنا ابن حجر فیہ ان ابا ہریرۃ لم یکن یاخذ عن اہل الکتاب وان الصحابی الذی یکون کذلک اذا اخبر بما لا مجال للرای فیہ یکون
للحدیث حکم الرفع انتہی وہذا یقتضی تقیید الحکم بالرفع بصدورہ عمن لم یاخذ عن اہل الکتاب وقد صرح شیخنا بذلک فی مسئلۃ تفسیر الصحابی
وسبقہ شیخہ لہذا التقیید قلت وفی ذلک نظر فانہ یبعد ان الصحابی المتصف بالاخذ عن اہل الکتاب یسوغ حکایۃ شیء من الاحکام الشرعیۃ التی
لا مجال للرای فیہا مستندا الی ذلک من غیر عزو مع علمہ بما وقع فیہ من التبدیل والتحریف بحیث سمی عبد اللہ بن عمرو بن العاص صحیفتہ
بالنبویۃ الصادقۃ احترازا عن الصحیفۃ الیرموکیۃ ولکونہ فی مقام تبلیغ الشریعۃ المحمدیۃ فحاشاہم من ذلک انتہی اور اسیکو شیخ الاسلام ابو یحیی زکریا
الانصاری نے فتح الباقی شرح الفیۃ العراقی میں اختیار کیا عبارت انکی یہ ہے ما اتی عن صحابی موقوفا علیہ حیث لا یقال من قبل الرای ان
لا یکون للاجتہاد فیہ مجال حکمہ الرفع وان احتمل اخذ الصحابی عن اہل الکتاب تحسینا للظن انتہی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ قول صحابی کا
مالا یعقل میں جبتک تصریح اخذ عن اہل الکتاب کے وارد نہو وہ حکم مرفوع میں ہے اگرچہ وہ صحابی آخذ عن الاسرائیلیات ہو پس ما نحن فیہ میں قول
ابن عباس حکم میں قول رسول اللہ کے سمجھا جاویگا اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ قول اوس صحابی کا جو اسرائیلیات سے اخذ کرتا ہو حکم مرفوع میں نہیں
ہے تو بھی کچھ ضرر نہیں کیونکہ ابن عباس اون صحابہ سے ہیں کہ اخذ عن کتب بنی اسرائیل کو بد جانتے تھے اور انسے اخذ نہیں کرتے تھے کما سیاتی تفصیلہ عنقریب
فائدہ بعض ناظرین کہتے ہیں کہ یہ قول ابن عباس کا اثر ہے حدیث نہیں اسوقت مقبول نہوگا اور یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ حدیث اصطلاح محدثین میں
عام ہے قول رسول و قول صحابی و قول تابعی ہے جیسا کہ سیوطی تدریب الراوی شرح تقریب النواوی میں لکھتے ہیں قال الطیبی الحدیث
اعم من ان یکون قول الرسول علیہ الصلوۃ والسلام [illegible] والتابعی وفعلہم وتقریرہم انتہی اور زیادہ تفصیل اس کی [illegible] شرح
رسالہ سید شریف میں جسکا نام ظفر الامانی [illegible] التصحیح [illegible]
اس حدیث میں حجت نہیں چنانچہ بستان المحدثین وغیرہ میں لکھا ہے کہ بسیار از احادیث ہستند کہ حاکم حکم بصحت آن نمودہ و مثل احادیث
صحیحہ نگاشتہ و علمائے اجلہ تخطئہ اش کردند و لہذا ذہبی گفتہ حلال نیست کسی را کہ بتصحیح حاکم غرہ شود تا وقتیکہ تعقبات و
تحقیقات من نہ بیند **اقول** تنہا تصحیح حاکم کا نہ معتبر ہونا اس مقام پر کیا ضرر کریگا اسواسطے کہ بیہقی نے بھی حکم صحت اسناد میں موافقت
حاکم کی کی ہے [illegible] خود موافقت حاکم کی کی ہے اور مختصر تو علی شرط البخاری و مسلم اور مطول کو حسن الاسناد کہا جیسا کہ انکی تلمیذ نے

یعنی ابو البقاء محمد بن عبد اللہ بدر الدین شبلی نے آکام المرجان میں نقل کیا اور ارباب کشف کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ
بحر العلوم شرح مثنوی مولانا روم میں دفتر اول میں لکھتے ہیں مراد از ارض اللہ وسیعۃ ارضی ہست کہ شیخ اکبر در باب [illegible] از فتوحات
ذکر کردہ اند و این ارض مخلوق ہست از بقدر بعد سرشتن طینت آدم باقی ماندہ بود یعنی کہ آدم ازان مخلوق شدہ و درین ارض عالمی
پیدا کردہ است اللہ تعالیٰ بر صور ما یا ماں ما از ابن عباس منقول ہست کہ در آن مثل این خلق ہست تا اینکہ مثل ابن عباس شیخ اکبر گفتہ کہ این
روایت صادق ہست نزد اہل کشف انتہی **قال** المجیب یہ کہ قوت اس اثر کی جو اوسکی سند میں ہے شذوذ اور عدم متابعت سے
دور ہو جاتی ہے اور حدیث مذکور منکر سمجھی جاتی ہے **اقول** حدیث منکر مطلقا مردود نہیں ہے بلکہ بعض منکر حسن ہے اور بعض
صحیح اور بعض مردود جیسا کہ مقدمہ ابن الصلاح میں ہے الصواب فیہ التفصیل الذی بیناہ آنفا فی شرح الشاذ انتہی **قال**
پانچویں یہ کہ صحت اسناد حدیث سے صحت متن حدیث لازم نہیں آتی کیونکہ اکثر ایسی احادیث ہیں کہ اوسکی اسناد صحیح ہیں
اور اوسکی متن میں شذوذ یا علت واقع ہے کہ صحت حدیث سے مانع ہے اور یہ اثر باعث شذوذ و عدم متابعت کی اسیطرح ہے
اسیواسطے قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے فیہ انہ لا یلزم من صحۃ الاسناد صحۃ المتن کما ہو معروف عند اہل الشان
فقد یصح الاسناد ویکون فی المتن شذوذ او علۃ تقدح فی صحتہ ومثلہ لا یثبت بالحدیث الضعیف وقال فی البدایۃ ہذا محمول
ان صح نقلہ علی ان ابن عباس اخذہ من الاسرائیلیات اور اسیطرح سخاوی نے مقاصد حسنہ میں لکھا ہے حدیث الارضون سبع فی کل ارض
من الخلق مثل ما فی ہذہ حتی آدم کآدمکم وابراہیم کابراہیمکم وہو محمول ان صح نقلہ عن ابن عباس علی انہ اخذ من الاسرائیلیات ای اقاویل
بنی اسرائیل مما ذکر فی التوراۃ واخذ عن علمائہم ومشائخہم کما فی شرح النخبۃ وذلک وامثالہ اذا لم یخبر بہ معصوم ویصح سندہ
الیہ فہو مردود علی قائلہ انتہی لفظہ ومثلہ لا یثبت بالحدیث الضعیف اور لفظ ہذا ان صح پر غور فرمائیے اور سمجھیے کہ
سخاوی و قسطلانی او صاحب بدایہ صحت اس حدیث کے قائل نہیں ہیں **اقول** اس مقام پر چند طرح کا کلام ہے **اول** یہ کہ اگرچہ صحت
اسناد صحت متن کو مستلزم نہیں اور حکم صحت اسناد سے حکم صحت متن لازم نہیں مگر جب حافظ معتمد ایک حدیث کو
صحیح الاسناد کہدے اور اوسمیں کوئی علت بیان نہ کرے تو ظاہر اوس سے حکم صحت متن کا ہو جاتا ہے ابن الصلاح تحریر کرتے ہیں
غیر ان المصنف المعتمد منہم اذا اقتصر علی قولہ انہ صحیح الاسناد ولم یذکر لہ علۃ ولم یقدح فیہ فالظاہر منہ الحکم بانہ صحیح فی نفسہ لان عدم العلۃ
والقادح ہو الاصل انتہی اور حافظ عراقی شرح الفیہ میں بعد نقل اس کلام کے کہتے ہیں قلت کذلک ان اقتصر علی قولہ حسن الاسناد ولم
یعقبہ بضعف فہو ایضا محکوم لہ بالحسن انتہی اور اثر متنازع فیہ میں حاکم نے صحیح الاسناد پر اقتصار کیا اور اقفاء ابو عبد اللہ
ذہبی جنکا اعتماد او حفظ ارباب فن پر مخفی نہیں او تصحیح حاکم بغیر تعقیب اونکی کلام کے مقبول ہوتی نہیں اسنادہ حسن پر اقتصار فرمایا
پس ظاہر اس سے صحت متن مفہوم ہوئی **دوم** یہ کہ بیہقی نے بھی اسکو صحیح کیا اور بطور استدراک کے شذوذ کو بیان کر دیا جیسا کہ
قسطلانی اور سیوطی وابن حجر وغیرہا اپنی اپنی تصانیف میں نقل کرتے ہیں قال البیہقی اسنادہ صحیح ولکنہ شاذ بمرۃ لا اعلم لابی
الضحی متابعا علیہ لیکن یہ شذوذ صحت حدیث میں قادح نہیں اسواسطے کہ اس مقام پر شذوذ بمعنے تفرد ثقہ ہے نہ بطور مخالفت
راوی اوثق اور حدیث میں جو شذوذ مخل ہے وہ بمعنی مخالفت اوثق وارجح ہے چنانچہ سیوطی تدریب الراوی شرح تقریب النواوی میں

تحت قول مؤلف کی من غیر شذوذ ولا علۃ جو تعریف صحیح مین واقع ہی لکہتی ہین قیل لم یفصح بمراده من الشذوذ ہہنا وقد ذکر فی
نوعہ ثلاثۃ اقوال مخالفۃ الثقۃ لارجح منہ وتفرد الثقۃ مطلقا وتفرد الراوی مطلقا ورد الاخیرین فالظاہر انہ اراد ہہنا
الاول انتہی اور سخاوی فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث مین لکہتی ہین انہم فسروا الشذوذ المشروط نفیہ ہہنا بمخالفۃ الراوی فی
روایتہ من ہو ارجح منہ عند تعسیر الجمع بین الروایتین انتہی پس مجرد شذوذ ذریعہ ضعف کا نہ ہوا اور تفرد مجرد کو مخل صحت حدیث
گردانتا جیساکہ حلبی نے انسان العیون مین اور قسطلانی نے شرح صحیح بخاری مین اور زرقانی نے شرح مواہب مین واقع ہوا ہی محدود
اور مخالف کلام محدثین ہی اسواسطے کہ ما نحن فیہ مین شذوذ بطریق مخالفت راوی اوثق کے نہین ہی بلکہ بطریق مجرد تفرد ابو الضحی جیساکہ
بیہقی نے خود ہی شذوذ کی توضیح بلفظ لا اعلم لابی الضحی متابعا علیہ کر دی اور قادح صحت حدیث نہین تفرد وشذوذ اول ہی ثانی امر سوم
یہ کہ حضرت مورد نے جو مقاصد سے عبارت نقل کی اوسکا کہین نشان نسخہ مطبوعہ مقاصد مین نہین ہی ملک فقیر مین جو نسخہ بطور تبرک کے
دیار عرب سے آیا نہایت عمدہ وصحیح ہی مصنف کے روبرو از اول تا آخر اونکی تلمیذ نے پڑہا ہی اور اوسپر جابجا مصنف کا خط موجود ہی اور
نسخہ مین کہین اس حدیث کا ذکر ہی نہین ہے چہ جائیکہ ضعف کا ذکر ہو البتہ نسخہ مملوکہ مولوی محمد عبد القادر صاحب بدایونی ابن مولوی
فضل رسول مرحوم مین اس حدیث کا ذکر ہی چنانچہ اونہونے بتاریخ ۲۸ شعبان سنہ ان ہی جب اس شہر مین وہ تشریف
لائے تہے مجہے اپنا نسخہ دکہایا اوسمین عبارت یہ ہی حدیث الارضون سبع فی کل ارض نبی کنبیکم البیہقی فی بدء الخلق من الاسماء والصفات لہ
من طریق عطاء بن السائب عن ابی الضحی عن ابن عباس فی قولہ تعالی سبع سموت ومن الارض مثلہن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم
وآدم کآدمکم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی وفی طریق عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی بلفظ فی کل ارض نحو ابراہیم قال ابن کثیر
بعد عزوہ لابن جریر بلفظ فی کل ارض من الخلق مثل ما فی ہذہ حتی آدم کآدمکم فہو محمول ان صح نقلہ عنہ ای عن ابن عباس علی انہ اخذہ
من الاسرائیلیات وذلک وامثالہ اذا لم یخبر بہ ویصح سندہ الی معصوم فہو مردود علی قائلہ انتہی اور ایک نسخہ مقاصد کا جو بعض احباب الہ آباد
سے لائے اوسمین بہی علی ہذا ہی مگر زیادتی اس جملہ کے بعد روایت عمرو بن مرہ کے قال البیہقی اسنادہ صحیح عن ابن عباس ولکنہ شاذ بمرۃ
لا اعلم لابی الضحی متابعا علیہ اور اس عبارت مین کلمہ ان صح کا کلام سخاوی کا نہین ہی تا اونکا اقرار ضعف ثابت ہو بلکہ کلام ابن
کثیر سے منقول ہی اور اونکی تشکیک اس باب مین معتبر نہین اسوجہ سے کہ عدم صحت کی کوئی وجہ قابل اعتبار نہین **قال** حطی یہ
کہ محققین اہل تفسیر وحدیث کے نزدیک ماخذ اس حدیث کا اسرائیلیات ہی کما قالہ السخاوی وابن کثیر ونقلہ القسطلانی عن البدایۃ
اقول مفسرین سے کسی نے یہ احتمال نہین پیدا کیا مگر ابن کثیر نے اور انکی امثال نے اور محدثین مین سے کسی نے بطور خود یہ احتمال
ذکر نہین کیا بلکہ جسنے ذکر کیا اوسنے بطور نقل کے ابن کثیر سے ذکر کیا اور یہ احتمال محض مردود ہے دو وجہ سے اول یہ کہ جب صحابی جزم
کرے کسی امر کے ساتہ اور بطور حتم کے کوئی امر ارشاد کرے اوسکو یہ سمجہنا کہ اہل کتاب سے ماخوذ ہی ہرگز نہ چاہیے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل کتاب جس امر کی تمکو خبر دین اوسکی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب اور صحابہ اس امر کو خوب سمجہتے تہی پس اگر وہ
کلام اہل کتاب سے ماخوذ ہوتا تو صحابی جزم نہ کرتا سیوطی اتقان فی علوم القرآن مین لکہتی ہین نقل الصحابۃ عن اہل الکتاب اقل من
نقل التابعین ومع جزم الصحابی بما یقولہ کیف یقال انہ اخذہ عن اہل الکتاب وقد نہوا عن تصدیقہم انتہی دوم یہ کہ حضرت ابن عباس

کتب اسرائیلیہ سے اخذ کو مستقبح سمجھتے تھے اور اس سے زجر فرماتے تھے چنانچہ صحیح بخاری میں ہے حدثنا علی بن عبد اللہ قال حدثنا حاتم بن وردان
قال حدثنا ایوب عن عکرمة عن ابن عباس قال کیف تسألون اہل الکتاب عن شیئ وعندکم کتاب اللہ اقرب الکتب عہدا باللہ تقرؤنہ
محضا لم یشب حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزہری اخبرنی عبید اللہ بن عبد اللہ ان ابن عباس قال یا معشر المسلمین
کیف تسألون اہل الکتاب عن شیئ وکتابکم الذی انزل اللہ علی نبیکم احدث الاخبار باللہ محضا لم یشب وقد حدثکم اللہ ان
اہل الکتاب قد بدلوا من کتب اللہ وغیروا فکتبوا بایدیہم الکتب قالوا ہو من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا او لا ینہاکم ما جاءکم من
العلم عن مسألتہم ولا واللہ ما رأینا رجلا منہم یسألکم عن الذی انزل علیکم پس باوجود اس زجر کے عقل نہیں تجویز کرتی ہے کہ
خود ابن عباس اسرائیلیات سے اخذ کریں **قال** سابق توثیق یہ کہ برتقدیر قبول اور تسلیم ثبوت اس اثر کے اہل علم حدیث نے تاویل اس
اثر کی اسطرح پر کی ہے کہ ان طبقات میں مقتدا ایسے پیشوا ہیں جو باسماء آدم اور ابراہیم وعیسی ومحمد مشہور ہیں اور در حقیقت
وہ لوگ رسل رسل یعنی پیغمبران ہیں کہ قوم جن کو انبیاء اور رسل کی طرف سے تبلیغ کرتے ہیں چنانچہ قسطلانی نے ارشاد الساری
میں لکھا ہے وعلی تقدیر ثبوتہ یحتمل ان یکون المعنی ثم من یقتدی بہ ویسمی بہذہ الاسماء وہم رسل الرسل الذین یبلغون الجن عن انبیاء اللہ
اقول مخفی نہ ہے کہ اس اثر ابن عباس میں علماء کے تین مسلک ہیں **مسلک اول** یہ کہ اثر مذکور سے غرض اثبات عالم مثال ہے
جو برزخ ہے درمیان عالم غیب وعالم شہادت کے اور یہی مسلک صوفیہ کا ہے چنانچہ قاضی حسین بن محمد دیار بکری مالکی اپنی کتاب الخمیس
فی احوال انفس نفیس میں لکھتے ہیں فی الفتوحات المکیة ان اللہ لما خلق آدم الذی ہو اول جسم انسانی تکون وجعلہ اصلا لوجود
الاجسام الانسانیة فضلت من خمیرة طینتہ فضلة فخلق منہا النخلة فہی اخت لآدم وہی لنا عمة وسماہا الشرع عمة وشبہہا
بالانسان ولہا اسرار عجیبة دون سائر النبات وفضل من الطینة بعد خلق النخلة قدر السمسمة فی الخفاء فمد اللہ من تلک الفضلة
ارضا واسعة الفضاء وخلق اللہ من جملة عوالمہا عالما علی صورنا اذا ابصرہم العارف یشاہد نفسہ فیہم واشار الی مثل ذلک
عبد اللہ بن عباس فیما روی عنہ فی حدیث ہذہ الکعبة بیت واحد من اربعة عشر بیتا وان فی کل ارض من السبع الارضین خلقا مثلنا
حتی ان فیہم ابن عباس مثلی وصحت ہذہ الروایة عند اہل الکشف انتہی اور مصباح الظلام فی ذکر منزل الحکماء الاعلام میں ہے اعلم ان الاحادیث
الدالة علی المثال کثیرة جدا منہا ما روی عن ابن عباس فی حدیث الکعبة انہا بیت واحد من اربعة عشر بیتا وان فی کل ارض من الارضین
السبع خلقا مثلنا حتی ان ابن عباس مثلی انتہی **دوسرا مسلک** تاویل یہ ہے کہ ہر طبقہ میں ایک ایک مقتدا اور ہادی تھا اور ایک
نبی اس طبقہ سے احکام کو لیکر اپنی اپنی قوم پر پہونچاتا تھا اور وہ ہادی ان طبقوں کے نبی کا نام رکھتا تھا مسمی تھا مثلا حضرت آدم کے عہد میں ایک ہادی
ہر ہر طبقہ میں تھا کہ آدم سے احکام ماخوذ کرکے اپنے طائفہ کو سناتا تھا اور وہ باسم آدم کے مسمی تھا اور یہی مراد آدم کا ذکر سے ہے وعلی ہذا القیاس
ابراہیم کا ابراہیم وعیسی کا عیسی ونبی کا نبی اور اس مسلک کو اختیار کیا ہے قسطلانی نے اور سیوطی اور زرقانی نے مگر کسی نے
اسکے ساتھ جزم نہیں کیا بلکہ بطور احتمال مجرد کے اور جہالت تزییف کے بیان کیا چنانچہ قسطلانی نے یحتمل کے لفظ سے
تعبیر کیا اور سیوطی نے بلفظ یمکن ان یاول ذکر کیا حلبیہ انسان العیون میں لکھتے ہیں قال السیوطی ویمکن ان یاول علی ان
المراد بہم النذر الذین کانوا یبلغون الجن عن انبیاء البشر ولا یبعد ان یسمی کل منہم باسم النبی الذی یبلغ عنہ ہذا کلامہ

كان لنبينا صلى الله عليه وعلى آله وسلم رسول من الجن اسمه كاسمه لعل المراد اسمه المشهور وهو محمد فليتامل انتهى تیسرا مسلک
تحقیق وہ یہ کہ ہر طبقہ مین وہان کے سکان پر انبیاء مبعوث ہوئے اور وہ رسل من جانب اللہ جل جلالہ تھے مثل انبیاء اس طبقہ
کی نہ یہ کہ فقط سفیر ہون جیسا بیان کر رسل کے اور وہان کے سکان کے اور اسیکو اختیار کیا ہے قاضی بدر الدین شبلی حنفی نے آکام المرجان
فی احکام الجان مین عبارت انکی باب سادس عشر مین یہ ہے جمہور العلماء سلفا وخلفا علی انہ لم یکن من الجن قط رسول وقال ابن جریر
حدثنا ابن حمید حدثنا یحیی بن واضح حدثنا عبید بن سلیمان قال سئل الضحاک عن الجن ہل کان فیہم من نبی قبل ان یبعث النبی
صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فقال الم تسمع الی قول اللہ یا معشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی یعنی بذلک رسلا من الانس
ورسلا من الجن وقال ابن حزم لم یبعث الی الجن نبی من الانس البتۃ قبل نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وکان النبی یبعث الی قومہ قال
ابن حزم وبالیقین ندری انہم قد انذروا فصح انہم جاءہم انبیاء منہم قلت ویدل علی ما قالہ الضحاک ما رواہ الحاکم فقال حدثنا احمد بن یعقوب الثقفی
حدثنا عبید بن غنام حدثنا علی بن حکیم حدثنا شریک عن عطاء بن السائب عن ابی الضحی عن ابن عباس قال ولکن الارض سبع ارضین
فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی قال شیخنا الذہبی اسنادہ حسن قلت ولہ شاہد قال الحاکم
حدثنا عبد اللہ بن الحسن حدثنا ابراہیم بن الحسین حدثنا آدم حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن عباس فی قولہ تعالی
خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن قال فی کل ارض نحو ابراہیم قال شیخنا الذہبی ہذا حدیث علی شرط البخاری ومسلم رجالہ ائمۃ انتہی ملخصا
اب سمجھنا چاہیے کہ مسلک اول چونکہ متعلق بحث عالم مثال بطریقہ کشف ہے بحث سے خارج ہے اور مسلک دوم بظاہر مخالف ہے لفظ
نبی کنبیکم کو اسوجہ سے کہ یہ لفظ دال ہے اس امر پر کہ ہر طبقہ مین یک یک ذات موصوفہ بالنبوۃ ہے اور وہ تشبیہ ساتھ نبی ہمارے کی ہے
اور ارباب اس مسلک نے کوئی نبی حقیقۃ کسی طبقہ مین کسی زمانے مین تجویز نہین کیا بلکہ یک یک سفیر ہر نبی کیطرف سے تجویز
کیا علاوہ ازین آدم کآدم مین تشبیہ کو مجرد شرکت اسمی اور ہدایت پر حمل کرنا خلاف معقول ہے اعرف الرجال بالحق لا الحق بالرجال
قال آٹھوین یہ کہ نصوص بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی طرف جملہ عالم کی یعنی جن وانس واہل طبقات ارض کے شامل
ہے عرش اعلی سے فرش سفلی تک جو عالم ہے وہ بعثت آنحضرت مین داخل ہے پس اسلئے تخصیص نصوص قطعیہ کے حدیث مرفوع صحیح لفظ
معصوم درکار ہے نہ اثر شاذ موقوف بے اعتبار **اقول** اصل مقصود یہ ہے کہ اثر مذکور سے سقدر صاف معلوم ہوتا ہے کہ جسطرح سلسلہ
نبوت اس طبقہ مین ہے اسلئے ہدایت سکان طبقہ ہذا کی تیار ہوا اوسی طرح ہر ہر طبقہ مین سلسلہ نبوت اسلئے ہدایت وہان کے سکان کی تیار ہوا
اور چونکہ لا تناہی سلسلہ کے باطل ہے لاجرم ہے کہ ہر طبقہ مین یک مبدء سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے آدم کے ساتھ مشابہ کیا گیا اور ایک
آخر سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے خاتم کے ساتھ تشبیہ دیا گیا باقی رہا یہ امر کہ سلاسل طبقات تحتانیہ مبدء ومنتہی مین ساتھ اس طبقہ کے سلسلہ کے
متحد ہے بایطور کہ آدم کے زمانہ مین آدم اور نوح کے زمانے مین نوح اور خاتم الانبیاء کے زمانے مین خاتم وعلی ہذا القیاس یا قبل مبدء اس سلسلہ کے
منتہی ہوگئی یا مبدء مین معیت زمانی ہوئی اور اختتام انکا قبل اختتام سلسلہ کے ہوا یا بعد ہوا یا مبدء اور منتہی دونون مین
تقدم یا تاخر ہوا یا منتہی مین معیت ہوئی اور مبدء مین تقدم یا تاخر ہوا یہ سب اور مثال اسکی احتمالات عقلیہ ہین اور چونکہ اثر
مذکور تعیین کسی ایک احتمال سے ساکت ہے اور نہ تعیین کسیکی دلیل نقلی سے ثابت ہے لہذا ہم اسمین سکوت کرتے ہین [illegible]

مثل لیکون للعالمین نذیرا وارسلت الی الخلق کافۃ وغیرہ سے جو منشا عموم بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دال ہین اونکو کسی مخصص
انکا معتمد بہ معلوم نہین ہوتا لہذا ثابت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جملہ عالمین پر مبعوث ہوئے اور یہی نصوص سے مثل حدیث صحیح
لوکان موسیٰ حیا لما وسعہ الا اتباعی وغیرہ سے معلوم ہی کہ اگر انبیاء سابقین سے کوئی نبی آنحضرت کا ہمعصر ہوتا تو وہ مطیع آنحضرت ہوتا اگرچہ
بہ نسبت اپنی قوم کے نبی ہوتا اور اسی وجہ سے علماء نے تصریح کی ہی کہ حضرت خضر اور الیاس علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کہ بقید حیات ہین
مطیع شریعت محمدیہ ہین اور حضرت عیسیٰ جب نزول فرماوینگے متبع اسی شریعت کے ہونگے اور سیوطی اپنے رسالہ اعلام فی حکم عیسیٰ علیہ السلام
مین سبکی سے نقل کرکے لکھتے ہین قال السبکی فی تفسیر لما من نبی الا اخذ اللہ علیہ المیثاق انہ ان بعث محمد فی زمانہ لیؤمنن بہ ولینصرنہ
ویوصی امتہ بذلک وفی ذلک من التنویہ بالنبی وتعظیم قدرہ ما لا یخفی وفیہ مع ذلک انہ علی تقدیر مجیئہ فی زمانہم یکون مرسلا الیہم فتکون نبوتہ
ورسالتہ عامۃ لجمیع الخلق من زمن آدم الی یوم القیامۃ ویکون الانبیاء وامہم کلہم من امتہ ویکون قولہ بعثت الی الناس کافۃ
لا یختص بالناس من زمانہ الی یوم القیامۃ بل یتناول من قبلہم ایضا الی ان قال السبکی فالنبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نبی الانبیاء ولہذا ظہر ذلک فی الآخرۃ جمیع الانبیاء تحت لوائہ وفی الدنیا کذلک لیلۃ الاسراء صلی بہم ولو اتفق مجیئہ
فی زمن آدم ونوح وابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ وجب علیہم وعلی اممہم الایمان بہ ونصرتہ وبذلک اخذ اللہ المیثاق علیہم وانما اثر وقوف
علی تہاعیہم بہ فلو وجد فی عصرہم لزمہم اتباعہ بلا شک ولہذا یاتی عیسیٰ فی آخر الزمان علی شریعتہ وہو نبی کریم علی حالہ لا ینقص منہ
شئی وکذلک لو بعث النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فی زمانہ او فی زمان موسیٰ وابراہیم ونوح وآدم کانوا مستمرین علی نبوتہم ورسالتہم
الی اممہم والنبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی علیہم ورسول الی جمیعہم فنبوتہ ورسالتہ اعم واشمل واعظم انتہیٰ اور یہی نصوص قطعیہ سے مثل نص ولکن
رسول اللہ وخاتم النبیین اور لا نبی بعدی ولوکان بعدی نبی لکان عمر وغیر ذلک ثابت ہی کہ کوئی نبی کسی مقام پر بعد عصر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم کے مبعوث نہین ہوا اور نہو گا پس بسبب ان وجوہ کے ہم کہتے ہین کہ آخر سلاسل باقیہ صاحب شرع جدید بعد عصر خاتم
الانبیاء صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے نہین ہوسکتا ورنہ خاتمیت باقی نہ رہے گی پس یا قبل عصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے
ہوا ہوگا یا ہمعصر بر تقدیر اول آنحضرت کی خاتم حقیقی ہونے مین کسی طرح کا شبہہ نہین ہی اور بر تقدیر ثانی احتمال اس کا کہ دعوت اسلام
خاص ساتھ اس طبقہ کے ہو اور ختم آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مخصوص ساتھ اس طبقہ کے انبیاء کے ہو اور طبقہ تحتانیہ مین انکی ہی
دعوت ہو قائم ہی لیکن صحیح یہی ہے کہ بعثت محمدیہ تمام مکلفین کو شامل ہی یہ وجہ تخصیص کسی ہی بیان ہوا کہ انکی کیونکہ طبقات تحتانیہ کے سکان
جو ہمعصر ہمارے خاتم الانبیاء کے ہوئے وہ مکلف و ممیز تھے یا نہ تھے اگر مکلف نہ تھے تو انپر کسی نبی کی بعثت کی حاجت نہین اور اگر مکلف
تھے تو ضرور بعثت نبویہ مین داخل ہونگے جیسا کہ لفظ عالمین اور خلق کا اقتضا ہی اور تخصیص لوسکی ساتھ خلق اور سکان اس
طبقہ کے اگرچہ فی نفسہ ممکن ہی لیکن بغیر قیام کسی دلیل قطعی آخر کی کہ دال ہو خصوصیت دعوت نبویہ پر ساتھ اہل طبقہ کی ہرگز
تخصیص پیر نہین ہوسکتی اور بحر العلوم مولانا عبد العلی نے اپنے رسالہ الاحوال قیامت مین جو مسمی بفتح الرحمن ہی اس امر کی تصریح کی ہی
کہ خاتم الرسل کے زمانہ مین کوئی رسول صاحب شرع جدید نہین ہوسکتا ہی بلکہ جو مکلف زمانہ نزول شرع محمدی مین ہوگا وہ مامور ساتھ
اسی شریعت کے ہوگا عبارت اونکی یہ ہی ختم ولایت منافی آن نیست کہ باشد در زمان او ولی دیگر آری می خواہد کہ بعد او ولی
نباشد چنانکہ فرمودہ اند لا یکون بعدہ ولی ونہ فرمودہ اند فلا یکون معہ واما حکم خاتم رسالت این حکم نیست وبودن آنحضرت

از رسل در زمان خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ممتنع ست زیرا کہ مقتضے ختم رسالت دو چیز ست یکی آنکہ بعد وی
رسول نباشد و دیگر آنکہ شرع وی عام باشد و ہر کسیکہ موجود باشد وقت نزول شرع وی اتباع شرع وی بر وی واجب و فرض با
ست و سر آن اینکہ ہمہ رسل را اخذ شرع مستمد از خاتم رسالت اند بلکہ نائب اند در دعوت کسو الی کہ فی الحقیقت شرع
خاتم الرسل ست کنازل شدہ بعد وی بر رسل آخرین و مستمد را اطاعت محمد ضرور ست و چونکہ شرع وی عام باشد پس دیگر
صاحب شرع نباشد بخلاف خاتم الولایت کہ صاحب شرع نیست بلکہ ان ولی کہ خاتم الولایت ست و دیگر ولی تابع شرع
خاتم الرسالت اند انتہی ملخصا پس بتقدیر اتحاد عصر اس کا اعتقاد کہنا چاہیے کہ وہ آخر سلاسل تحتانیہ ہمارے خاتم کے متبع ہونگے اور اپنے سکان کے
نسبت رسول و مکمل قصر نبوت ہونگے پس خاتم ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر تقدیر پر حقیقی ہوگا اور دعوت آپکی عام ہوگی اور ختم آخر
سلاسل تحتانیہ اضافی ہوگا یہ نسبت اپنی ہی طبقہ کے نہ بہ نسبت جملہ طبقات کے الحاصل مقصود نبی کنبیکم سے تشبیہ آخر ایک ایک طبقہ کو ساتھ خاتم جملہ طبقات
کے محض ختم میں ہے نہ ختم حقیقے میں اور نہ مماثلت صفات مختصہ کمالیہ میں **قال** اور قول ضحاک کا کہ اللہ نے بہیجا طرف جن کے ایک پیغمبر اونہیں
کے نام سے کہ یوسف ہے شاذ و مردود ہے اور نزدیک محققین کے بوجہ مخالفت نص کے غیر مقبول ہے **اقول** نسبت اس قول کے طرف
ضحاک کے غلط ہے بلکہ یہ قول ابن عباس ہے جیسا کہ آکام المرجان میں ہے ذکر اسحق بن بشر فی المبتدأ عن ابن عباس ان الجن قتلوا
نبیا لہم قبل آدم اسمہ یوسف وان اللہ بعث الیہم رسولا وامرہم بطاعتہ انتہی اور ایک روایت میں ابن عباس سے وارد ہے کہ
ولقد جاءکم یوسف من قبل میں مراد یوسف نبی جن ہیں نہ یوسف بن یعقوب جیسا کہ زرقانی لکہتے ہیں قیل بعث اللہ رسولا
واحدا من الجن الیہم اسمہ یوسف ونقل عن ابن عباس انہ المراد فی قولہ تعالی ولقد جاءکم یوسف انتہی اور علماء محققین نے اس تفسیر کو
شاذ لکہا ہے سیوطی اتقان میں لکہتے ہیں اشد من ذلک غرابۃ ما حکاہ النقاش والماوردی ان یوسف المذکور فی سورۃ غافر من
الجن بعثہ اللہ رسولا الیہم انتہی اور قول ضحاک کا یہ ہے کہ جن میں بہی انبیاء ہوگئے ہیں اور یہی مذہب ابن حزم وغیرہ کا ہے اور ظاہر
قرآن واحادیث بہی اسی مذہب کے موافق ہے اور تاویل جو جمہور کرتے ہیں بلا ضرورت واقع ہوتی ہے اور مخالف ہونا قول
ضحاک کا نصوص سے باطل ہے کیونکہ خلاف ضحاک کا قبل عصر خاتم النبیاء میں ہے ولیکن عصر خاتم النبیاء میں اس وہ بہی عموم بعثت کے
قائل ہیں جیسا کہ مواہب لدنیہ وغیرہ میں مبسوط ہے **قال** اور عبارت آکام المرجان سے معلوم ہوتا ہے کہ وجود جن کا طبقات ہفت زمین
میں متحقق ہے بنا علیہ دعوی محشی کا کہ مخلوقات طبقات باقیہ کی اس مخلوقات کی صنف سے نہیں اور انبیاء مخلوقات طبقات
باقیہ کی اونہیں کی صنف سے اور اونہیں کی جنس سے ہونگے جیسے ہمارے خاتم الانبیاء ہماری جنس سے درست نہیں کیونکہ بعثت
آنحضرت طرف جن کے بنص قطعی واجماع ثابت ہے **اقول** ممکن ہے کہ آخر انبیاء جن بہی جن ہو مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ
وسلم پر بتقدیر اتحاد عصر اوسپر بہی اور اوسکی قوم پر مبعوث ہوئی پس خاتم ہونا جنس جن سے پر بتقدیر وجود جن طبقات باقیہ میں جن لفظ نبی
کنبیکم سے مستفاد ہے منافی نص عموم بعثت واجماع کے نہیں ہے **قال** اور عجیب ہے کہ مجیب صاحب نے اولا ابن عباس سے بحوالہ فتح الباری
نقل کیا کہ فی کل ارض مثل ابرہیم ونحو ما علی الارض الخ اور اسی سے یہ ثابت ہے کہ طبقہ زمین میں جن اور انس دواب وغیرہ ہیں
جیسا کہ طبقہ علیا میں ہیں پس یہ امر مجیب کے نزدیک کیونکر ثابت ہوا کہ مخلوقات طبقات باقیہ اس مخلوقات کے صنف سے نہیں **اقول**

یہ امر آدم کا دکلم سے ثابت ہوا اور ممکن ہے کہ طبقات باقیہ کے کچھ سکان مخالف اس صنف کے ہون اور کچھ موافق سکان ماسن کے
پس دونون اثر مین تعارض نہین **قال** اور زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ مجیب صاحب نے عرائس ثعلبی اور بدائع الدہور
سے نقل کیا کہ طبقہ ہفتم زمین مسکن ابلیس اور اوسکی جنود کا ہے جب موافق نقل مجیب کے ساتوان طبقہ زمین کا مسکن
ابلیس اور اوسکی ذریات اور لشکر کا ٹھہرا تو لامحالہ پیغمبر ہونا انحضرت کا اور خاتم النبیین ہونا آپکا نسبت سکان
ساتوین طبقہ زمین ثابت ہوا **اقول** کسیطرح سے محل تعجب نہین اسواسطے کہ درمیان عموم بعثت و ختم حقیقی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اور درمیان ہونے خاتم انبیا جن کے اونین کے منفی ہے کسیطرح کی منافات نہین ہے کہ ملزم مراد ا
قال اور معلوم ہو کہ مجیب صاحب نے قبل از نقل کلام عرائس ثعلبی و بدائع الدہور کے شہاب الدین خفاجی سے نقل کیا کہ ہم اعتقاد
کرتے ہین تحقیق زمین سات ہین جیسا آسمان اور اون مین باشندگان ہین اللہ جانتا ہے انکو الغرض نقل مجیب تعین و عدم تعین جنس
عوالم و اوادم زمین مین مختلف ہے **اقول** تعین یا عدم تعین کا علی سبیل التعین دعوی تھا نا اختلاف نقول بعض محصل غرض اثبات
صحت حدیث و وجود طبقات و تعدد اوادم بحسب طبقات تھی اور چونکہ سکان طبقات باقیہ مین عبارات مختلف تھین بعضی تو
تعیین پر دلالت کرتی تھین اور بعضی ابہام پر اسوجہ سے دونون قسم کی عبارت تبرعا نقل کردی گئی **قال** اور حقیقت حال یہ ہے کہ
جو حدیث مجیب صاحب نے عرائس ثعلبی سے نقل کیا وہ نزدیک محدثین کے معروف نہین بلکہ اوسپر آثار وضع نمایان ہین اسیواسطے
نیشاپوری نے اپنی تفسیر مین فرمایا ذکر الثعالبی فی تفسیرہ فصلا فی خلائق السموات والارضین و اشکالہم و اسمائہم اضربنا عن ایرادہا
لعدم الوثوق بمثل تلک الروایات الخ **اقول** اس حدیث کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا اور حاکم نے روایت کرکے حدیث صحیح کہا لیکن ذہبی
نے اوسکا تعقب کرکے اس حدیث کو منکر کہا نہ موضوع اور غرض نقل کرنیسے اس حدیث کے جواب مین کسی امر کا اثبات نہین تا کہ ضعف
و نکارت اوسکی قادح ہو بلکہ وجود طبقات کی جو دلائل اخر سے ثابت ہے تفصیل اور تکمیل و مثلہ تکمیل بالضعیف اور عبارت جو تفسیر نیشاپوری
سے منقول ہوئی نسخ معتمدہ مین یہ عبارت نہین ہے بلکہ ذکر النقاش فی تفسیرہ ہے **قال** اور وہب بن منبہ اہل کتاب سے تھا غالب
اونے یکسانی اسرائیلیات سے اخذ کیا ہو حال موافق قرارداد علمائے محققین کے قصص و تفاسیر اہل کتاب حجت نہین **اقول** وہب کو اہل کتاب
سے شمار کرنا کمال جرات ہے البتہ وہ کتب متقدمہ سے خوب واقف تھے اور اکثر حکایات قصص کتب سابقہ سے بیان کرتے تھے لیکن اخذ کرنا
انکا کتب متقدمہ سے شے دیگر اور اوسکا اہل کتاب سے ہونا شے دیگر ہے مناقب و مدائح اونکے سب کتب معتمدہ سے ملاحظہ ہون تو ذہبی

تہذیب الاسماء واللغات مین لکھتے ہین وہب بن منبہ التابعی الابناوی الیمانی تابعی جلیل من المشہورین بمعرفۃ الکتب الماضیۃ سمع جابر بن عبداللہ
وابن عباس وابن عمرو وابا سعید وابا ہریرۃ والناس واتفقوا علی توثیقہ توفی سنۃ اربع عشرۃ ومائۃ انتہی اور ذہبی کتاب العبر باخبار من غبر
وقائع سنہ ۱۱۴ مین لکھتے ہین و فیہا توفی ابو عبداللہ وہب بن منبہ الصنعانی الحبر العلامۃ روی عن ابن عباس وجماعۃ وکان شدید العنایۃ بکتب الاولین وقصصہم
بحیث انہ کان یشبہ بکعب الاحبار فی زمانہ انتہی اور مرآۃ الجنان مین لکھتے ہین فی السنۃ المذکورۃ توفی بصنعاء الیمن وہب بن منبہ الامام
العلامۃ حکی عنہ ابن قتیبۃ قال قرأت من کتب اللہ اثنین وسبعین کتابا وکان لہ اخوۃ منہم ہمام بن منبہ وکان [illegible]
[illegible] انتہی ملخصا اور بدائع الدہور [illegible]

وجہ سے کی جو دلکار یہ سبب ہے کہ جو بہت کتب متقدمہ سے اخذ کرتے تھے اور ان میں اکثر اہل کتاب نے تحریف تغییر کی ہے تصدیق نہ کیجائے اور نہ اونکی
تکذیب بھی نہیں چاہیے اوسکا علم تفصیلی کو حق جلشانہ پر محمول کرنا چاہیے قال مجیب صاحب نے وجود آدم و انبیاء و خواتم کا ہر طبقہ زمین
میں جنبلیں سے ثابت کیا ہے اور دلیل اثر ابن عباس ہے جسکو حاکم نے صحیح کہا اور حال اثر مذکور کا معلوم ہو چکا کہ ہشت وجہ سے قابل استدلال
نہیں اقول کیفیت سب جرح کی منکشف ہو گئی کہ کوئی اون میں سے قابل اعتبار نہیں انصاف درکار ہے قال دوسری حجت قول حق تعالی
نے فرمایا انما انت منذر و لکل قوم ہاد اور یہ استدلال مجیب صاحب کا جب صحیح اور مسلم ہو کہ عموم بعثت ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
کو شامل باشندگان ہفت زمین ہو اقول سابقا خوب واضح ہو چکا کہ بر تقدیر عموم بعثت نبویہ بھی وجود آدم و خواتم ممکن ہے قال
قطع نظر اس سے استدلال مجیب صاحب اس آیت سے ناتمام ہے کیونکہ ہاد کے معنی جو اس آیت میں مذکور ہیں مراد اوس سے خاص پیغمبر نہیں اور
مفسرین بھی ہادی منذر کو عام قرار دیتے ہیں کہ پیغمبر ہو یا واسطہ و مبلغ از جانب پیغمبر ہو اقول اس آیت سے کسنے اثبات وجود انبیاء
بر طبقات باقیہ میں کیا ہے تا لیہ پر اور اسپر ارد ہو کہ مراد ہادی سے مطلق راہنما ہے نہ خاص پیغمبر عبارت جواب نفیر کو دیکھیے بعد ازاں میدان
مناظرہ میں آئیے میں نے اس آیت سے فقط وجود راہنما ہر طبقہ میں بسبب اسکے کہ کوئی مخلوق منزل جلشانہ کی سمت نہیں چھوڑی گئی ثابت کیا
اور بعد اوسکے عبارت تفسیر جلالین سے کہ دال ہے اوپر جاری ہونے احکام الٰہی کے طبقات تحتانیہ میں نقل کر کے وجود انبیاء ثابت کیا قال اس تفسیر سے صاحب مجیب
کی یہ غرض ہے کہ جلال الدین محلی کی تفسیر سے بھی ثابت ہے کہ حضرت جبرئیل طبقات باقیہ میں وحی لیجاتے تھے لیکن کلام محلی و اوسکی تفسیر اس آیت
میں کہ وہ بھی جملہ مفسرین کی تفسیر کے خلاف ہے کسی مفسر نے اونکی موافق تفسیر اس آیت کی نہیں لکھی اسی واسطے ملا علی قاری نے حاشیہ جلالین میں
لکھا ہے لم یعد البغوی من المفسرین مع غایۃ من … بالوحی قال فی تفسیر قولہ بینہن ای بین الارض العلیا التی ہی ولاہا و بین السماء السابعۃ ا
اعلاہا اقول دیکھے عوام کو کہ کسی مفسر نے سوائے محلی کے ایسی تفسیر نہیں کی تعلیل تتبع اور قصر نظر پر دلالت کرتا ہے اور نسبت ملا علی قاری کا
اس تفسیر کو کسی اور مفسر کے کلام میں نہ پانا اوسکی عدم کو مقتضی نہیں کرتا ہے فان عدم الوجدان لا یدل علی عدم الوجود و من جد وجد یلوح عدم علی
من لم یجد دیکھو محی السنۃ بغوی مصنف مصابیح و شرح السنۃ وغیرہ کہ جنکی جلالت قدر عند مرآۃ وغیرہ میں بشرح و بسط مذکور ہے اپنی تفسیر معالم التنزیل
میں اس آیت کی تفسیر مثل محلی کے کرتے ہیں جیسا کہ سابقا مذکور ہو چکا اور قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں ایسی تفسیر کی ہے فائدہ مخفی نہ رہے کہ
کہ بعض اہل بلد انتقال نے اپنے جواب میں عبارت جلالین کو جو تفسیر اس آیت میں واقع ہے سیوطی کی طرف منسوب کیا اور یہ زلت قلم ہے کیونکہ
تفسیر جلالین مجموعہ دو جلال کی تصنیف کا ہے سورہ بقرہ سے تا آخر سورہ بنی اسرائیل جلال سیوطی کی تصنیف ہے اور سورہ کہف سے تا آخر
قرآن جلال محلی کی تصنیف ہے جیسا کہ حسن المحاضرہ وغیرہ میں مصرح ہے پس تفسیر اس آیت کی جو سورہ طلاق میں واقع ہے محلی
کی ہے نہ سیوطی کی اعلام چونکہ میری تحریر سابق میں تعدد خواتم کی لفظ واقع ہوئی ہے بعض حضرات نے اوس سے اسکا گمان کیا
کہ میں تعدد خاتم حقیقی و تفضیل و خصوص بعثت محمدیہ کا قائل ہوں چنانچہ ماہ رمضان ۱۲۹۱ھ میں مولوی محمد عبد الغفار صاحب
ملازم مطبع لکھنؤ نے بوساطت حافظ عبد الستار خان صاحب کی ایک رسالہ تحریر یاد میں بھیجا اور اوسمیں الزام تخصیص بعثت محمدی
و شذوذ اجمال و وقف حدیث کا ذکر درج کیا میں نے اوسی ماہ میں ایک رسالہ اوسکے جواب میں لکھ کے اونکی خدمت میں روانہ
کر دیا اور اوسمیں خوب تصریح کر دی کہ میں تعدد خواتم اضافیہ کا موافق ظاہر حدیث کے قائل ہوں نہ خصوص بعثت نبویہ کا